مفسر قرآن، شارح بخاری و مسلم

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

علامہ غلام رسول سعیدی

کے احوال و آثار



بسم اللہ الرحمن الرحیم

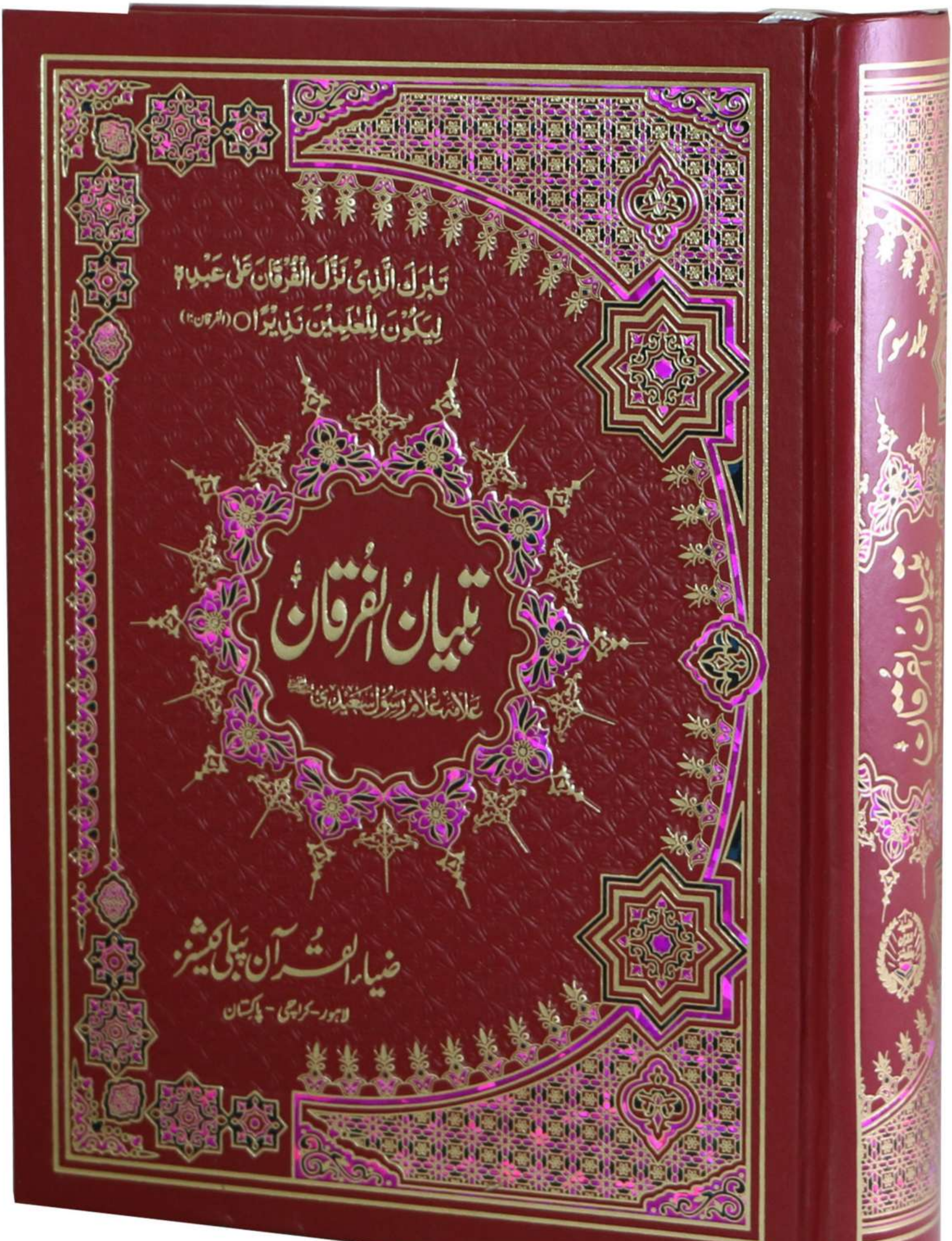
تبیان القرآن

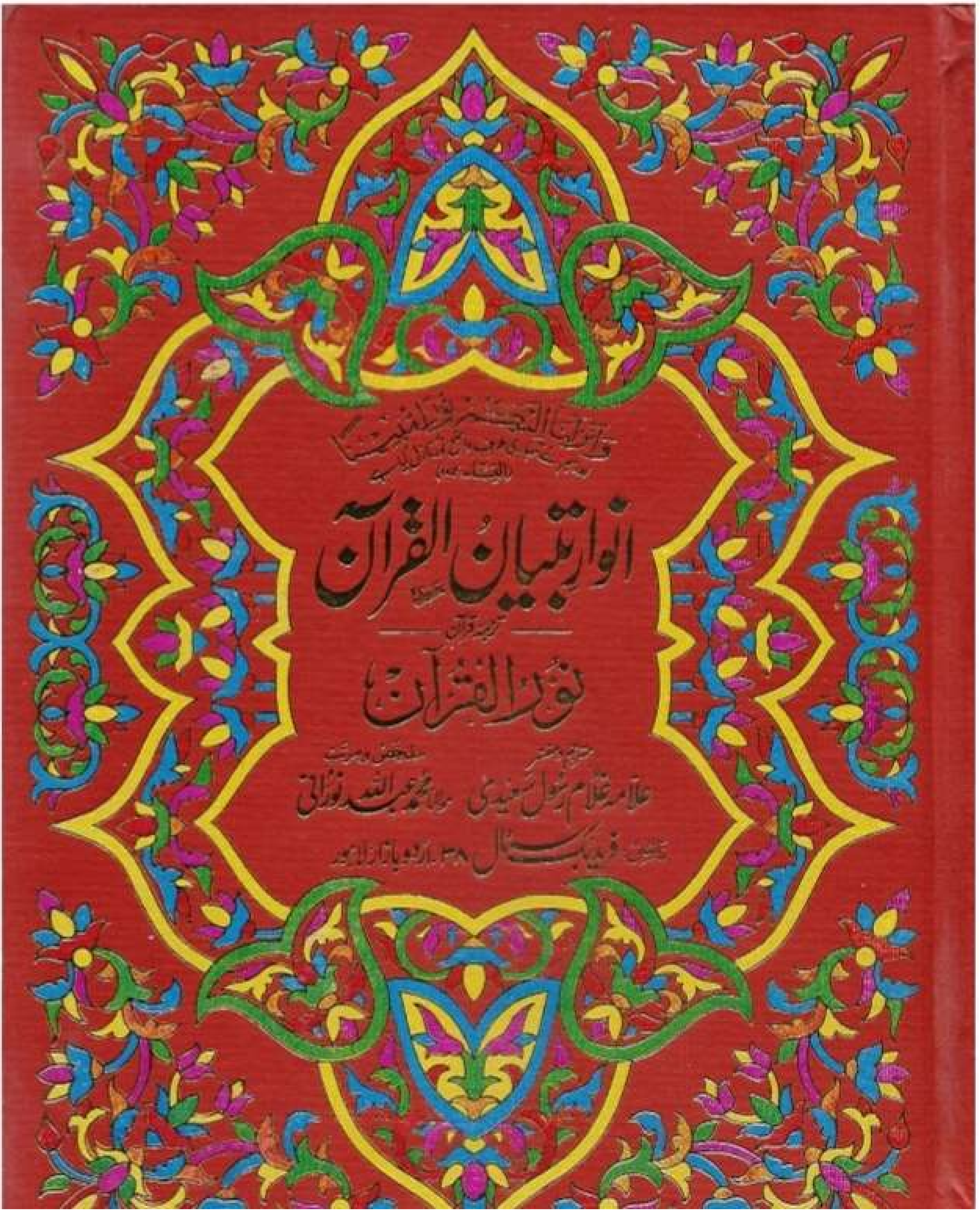
علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

فرید بک سٹال

۳۸- اردو بازار لاہور


تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہٖ
لیکون للعٰلمین نذیرا ۝ (الفرقان:۱)
تبیان الفرقان
علامہ غلام رسول سعیدی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان
جلد سوم


انوار تبیان القرآن
نور القرآن
علامہ غلام رسول سعیدی
مولانا محمد عبد الصمد نورانی
فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

شرح صحیح مسلم

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

ناشر

فرید بک سٹال

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا

نعمۃ الباری

فی

شرح صحیح البخاری

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸ اردو بازار لاہور

مفسر، محدث، فقیہ اور دینی کتب کے مصنف

☆

علامہ غلام رسول سعیدی (تمغۂ امتیاز) کے احوال وآثار

پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس: (پی ایچ ڈی، ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ وعربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد) شگفتہ جبیں (ایم فل، فیصل آباد)، اختر حسین (ایم فل، فیصل آباد)
پروفیسر ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ (پی ایچ ڈی، کراچی)، ودیگر

علامہ غلام رسول سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کا شمار اُن جید علماء میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنے علم وفضل اور تصنیف وتالیف اور خطابات کے ذریعے توحید اور الوہیت کے پرچار، عشقِ رسالت مآب کو عام کرنے اور امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لیے ان گنت مسائی جمیلہ انجام دیں، آپ نے بہ طورِ مفسر، محدث، فقیہ، مدرس، خطیب اور مصنف دنیائے اسلام میں ایک نمایاں مقام حاصل کیا، ہندوستان اور پاکستان کے علاوہ یورپ، امریکا اور افریقہ کے دور دراز علاقوں تک اُن کی تصنیفات کو پڑھا گیا اور ہر طبقہ میں ان کی پذیرائی ہوئی:

قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کی تصدیق وتائید

قائدِ اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہٗ (متوفی ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء) فرماتے ہیں:

میں ملک سے باہر بہت سے مقامات پر جاتا رہا ہوں، ۱۹۹۶ء میں اپنے بعض احباب اور دوستوں کے ساتھ کینیڈا بھی گیا تھا، جب میں کینیڈا کے شہر ''وون کاؤور'' گیا۔ (وون کاؤور (کینیڈا)، جو کہ جنوب کی طرف سے دنیا کا آخری کونا ہے جو پیسیفک اوشن کے کنارے پر واقع ہے)۔ اس مرتبہ جب میں گیا تو ایک صاحب نے مجھے اپنے گھر پر کھانے کے سلسلے میں مدعو کیا تو مجھے وہاں یہ دیکھ کر انتہائی خوشی اور مسرت ہوئی کہ دنیا کے اس کنارے پر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ غلام رسول سعیدی کی شرح صحیح مسلم اس گھر میں موجود تھی۔

یہ اگست کا واقعہ ہے اور ابھی ستمبر (۱۹۹۶ء) میں، میں ناروے گیا (ناروے شمال کی طرف سے دنیا کا آخری کونا ہے)۔ اس ملک میں کبھی کوئی مسجد نہیں تھی۔ ورلڈ اسلامک مشن (ناورے) نے چار پانچ سال کی جدوجہد کے بعد اپنی زمین خرید کر میناروں اور گنبد والی پہلی مسجد بنائی۔ اسی سال ستمبر میں اس مسجد کا افتتاح تھا۔ مسجد کے ساتھ ایک عظیم الشان لائبریری بھی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ دنیا کے اس دوسرے کنارے پر بھی لائبریری میں جہاں اک طرف پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب کا انگریزی زبان میں ترجمہ کنز الایمان موجود تھا تو دوسری طرف، ماشاء اللہ حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی شرح صحیح مسلم بھی وہاں موجود تھی۔

(صدارتی خطبہ، ۱۹ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ، ۲۰ دسمبر ۱۹۹۷ء، پیراڈائز ہوٹل، کراچی، تقریب تعارف وسپاس ''تبیان القرآن'') (ماخوذ از حیاتِ سعید ملت، مؤلفہ مولانا محمد ناصر خان چشتی)

معروف اسلامی اسکالر علامہ حافظ عبد المجید (برسٹل (Bristal)، یوکے (U.K) کی تقریظ

Test Tube Baby پر بھی حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے بہت مبسوط بحث کی ہے، میں نے جب اس کا

مطالعہ کیا تو بہت محظوظ ہوا، چند دنوں کے بعد میں ایک میٹنگ میں شریک ہوا، جس میں ایک درجن کے قریب انگریز اسکالرز (Scholers) بھی تھے، اس مجلس میں، مَیں نے اسلام کی حقانیت پر چند نکات پیش کئے، میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا ماضی اور مستقبل کی خبریں دینا تو الگ رہا، مَیں تم کو ان کے ایک غلام کی کرامت بیان کرتا ہوں، علامہ شمس الدین سرخسی (متوفی ۴۸۳ھ) نے لکھا ہے کہ:

جس شخص کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو وہ جماع نہ کر سکتا ہو، ایسے شوہر کا نطفہ اگر بغیر جماع کے کسی اور ذریعہ سے عورت کے رحم میں پہنچے، اور بچہ پیدا ہو جائے تو اس کا نسب اس عورت کے شوہر سے ثابت ہو جائے گا، اور چونکہ وہ شخص جماع نہیں کر سکتا اس لیے فقہاء نے اس عورت کو علیحدگی کے مطالبہ کی اجازت دی ہے۔ (المبسوط ج ۱۷ ص ۵۶، دار المعرفہ بیروت، ۱۳۹۸ھ، شرح صحیح مسلم: ج ۳ ص ۹۳۴، فرید بک اسٹال لاہور)

میں نے کہا: جدید میڈیکل سائنس کو آج معلوم ہوا ہے کہ بغیر جماع کے بچہ پیدا ہو سکتا ہے اور ہمارے فقہاء نے ایک ہزار سال پہلے یہ مسئلہ بتا دیا تھا، جب انہوں نے یہ تقریر سنی تو ان میں سے دو انگریزوں نے اسلام قبول کر لیا، میں نے ایک کا نام محمد سلیم اور دوسرے کا نام محمد عابد رکھا، اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ دونوں نماز وغیرہ سیکھ رہے ہیں۔

علامہ سرخسی کی جس عبارت کا حوالہ سن کر دو انگریز اسکالرز مسلمان ہو گئے، وہ تقریباً ایک ہزار سال سے المبسوط میں چھپ رہی ہے، لیکن اس عبارت کو منظرِ عام پر لانے اور اس کو ٹیسٹ ٹیوب بے بی پر منطبق کرنے اور اسلامی فقہ کی ہمہ گیری اور آفاقیت کو اجاگر کرنے کا سہرا علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی شرح صحیح مسلم کے سر ہے۔

(عبدالمجید شرقپوری برسٹل برطانیہ)

(26 Britannia Ra, Easton Bristal B 856DA England)

(شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۵۔۶۶، مطبع: مرکز اہل سنت برکاتِ رضا، امام احمد رضا روڈ، پور بندر، گجرات، (الہند) ۱۴۲۳ھ، شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۵۔۶۶، فرید بک اسٹال لاہور پاکستان، الطبع التاسع عشر (انیسواں ایڈیشن): رجب، ۱۴۳۴ھ/ جون ۲۰۱۳ء)

علامہ سعیدی کی ولادت اور اُن کا نام و نسب

علامہ غلام رسول سعیدی دس (۱۰) رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ/ 14 نومبر 1937ء بروز جمعۃ المبارک دہلی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ علامہ سعیدی کے برادرِ بزرگ ''سید محمد وزیر دہلوی'' نے انہیں بتایا کہ ہمارے والدِ گرامی ''سید محمد منیر دہلوی'' نے اُن کو سنایا کہ شاہِ جہاں بادشاہ نے عرب سے چند نابغۂ روزگار افراد کو ہندوستان بلایا تھا، اُن میں سے ایک ماہرِ حرب تھے، دوسرے طبّاخ تھے، تیسرا کوئی اور شخص بتایا اور چوتھے سید اور عالمِ دین تھے، ہم اسی سید اور عالمِ دین کی اولاد سے ہیں۔

علامہ سعیدی کا نام پہلے والدِ محترم کے نام پر ''احمد منیر'' رکھا گیا تھا، بعض ازاں آپ کا نام ''شمس الزماں نجمی'' رکھا گیا، پھر جب آپ کی عمر اکیس (۲۱) سال ہوئی اور آپ عبادت و ریاضت کی طرف راغب ہوئے تو آپ کو اس نام سے عُلو اور کبر کی وجہ سے کراہت محسوس ہوئی، سو انہوں نے از خود اپنا نام تبدیل کر لیا اور رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت کی وجہ سے اپنا نام ''غلام رسول'' رکھ لیا (انیس سو اٹھاون (۱۹۵۸ء) میں آپ غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہٗ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے اور اسی نسبت سے اپنے آپ کو سعیدی کہلاتے ہیں) اور تا دمِ تحریر آپ غلام رسول سعیدی کے نام سے معروف اور

مشہور ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام شفیق فاطمہ تھا۔وہ عابدہ زاہدہ خاتون تھیں ۔شب بیدار اور تہجد گزار تھیں ۔وہ کثرت سے نوافل اور وظائف پڑھتی تھیں ۔وہ نہایت شکر گزار خاتون تھیں ۔نعمت خواہ کسی سے ملی ہو، وہ اُس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتی تھیں، انہوں نے ان گنت لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن مجید پڑھایا اور خود بھی کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں ۔ایک دن میں قرآن مجید کے سترہ سترہ پارے تلاوت کرلیا کرتی تھیں ۔جب بڑھاپے میں ان کی نظر اور سماعت بہت کمزور ہوگئی، وہ نہ قرآن مجید پڑھ سکتی تھیں اور نہ ہی سن سکتی تھیں ۔قرآن پاک پڑھنے اور اسے سننے کی لذت سے محرومی پر وہ اکثر افسردہ اور غمگین رہتی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ رات کو اٹھتی تھیں اور جس قدر ہوسکتا تھا، اس قدر نوافل ادا کرتی تھیں اور ہر وقت تسبیح پڑھتی رہتی تھیں ۔آپ کی والدہ کا انتقال ۷ اگست ۲۰۰۳ء کو جمعہ کی شب تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہوا۔اس وقت ان کی عمر ۸۶ برس تھی اور علامہ غلام رسول سعیدی کی عمر ۶۶ برس تھی ۔گویا ۶۶ برس تک آپ ان کی دعاؤں کے زیرِ سایا رہے۔

ابتدائی حالات زندگی

۶ سال کی عمر میں آپ نے والدہ ماجدہ سے ناظرہ قرآن مجید مکمل کیا۔۱۰ سال کی عمر میں آپ نے پنجابی اسلامیہ ہائی اسکول قطب روڈ دہلی سے پرائمری کا امتحان پاس کیا۔اسی دوران برصغیر کی تقسیم عمل میں آگئی، چنانچہ آپ اپنے والدین کے ہمراہ بہ ذریعہ بحری جہاز بھارت سے ہجرت کر کے کراچی پاکستان آگئے ۔کراچی میں آپ نے نویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔معاشی مسائل کی وجہ سے آپ مزید تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔

دہلی میں آپ کے والد رحمہ اللہ کا اپنا پریس تھا جس کا نام ''مرچنٹ پریس (Merchant Press)'' تھا، یہ پریس اس وجہ سے بہت مشہور تھا کہ ٹرام کے ٹکٹ اس پریس میں چھپتے تھے اور ٹکٹ پر مرچنٹ پریس لکھا ہوا ہوتا تھا۔دہلی میں آپ نے بہت عیش وعشرت کی زندگی گزاری، ایک خادم آپ کو اسکول لانے اور لے جانے پر مامور تھا، غالباً انیس سو انچاس (۱۹۴۹ء) میں آپ کے والد کی وفات ہوگئی۔آپ کی والدہ نے معاشی حالات کی مجبوری سے دوسرا نکاح ''محمد عثمان'' نامی ایک شخص سے کرلیا، اس وقت آپ کی عمر بارہ (۱۲) سال تھی۔آپ کے سوتیلے والد ''محمد عثمان'' سے دو بچے پیدا ہوئے، ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمد خلیل رکھا گیا، (آج کل محمد خلیل ڈیلس (Dallase) امریکا میں جاب (Job) کر رہے ہیں)، انیس سو پچاس (۱۹۵۰ء) میں محمد خلیل کی عمر ایک سال تھی اور اس وقت حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی عمر تیرہ (۱۳) سال تھی، اور محمد خلیل اُن سے بارہ (۱۲) سال چھوٹے ہیں، انہوں نے N.E.D یونیورسٹی کراچی سے الیکٹریکل اینڈ مکینکل انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی، بعد ازاں وہ ریاض (سعودیہ عربیہ) میں جاب پر مامور ہوئے اور تقریباً پندرہ سال ریاض میں جاب کرتے رہے، پھر ریاض سے واپس آکر چند سال کراچی میں رہے اور فش فوڈ (Fish Food) کی تجارت کرتے رہے اور پاکستان سے چائنا کیکڑے ایکسپورٹ (EXport) کرتے رہے، اس کے بعد وہ امریکا چلے گئے اور تا حال ڈیلس (Dallase) میں جاب کر رہے ہیں، محترم محمد عثمان صاحب سے ایک بیٹی بھی پیدا ہوئی جس کا نام ''صبیحہ'' ہے، صبیحہ نے بھی گریجویشن تک تعلیم حاصل کی ہے، یہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی اخیافی (ماں شریک) بہن ہیں، محمد خلیل کا ایک بیٹا ہے اور ایک بیٹی ہے، اور بہن صبیحہ کے دو بیٹے ہیں۔غالباً انیس سو بہتر (۱۹۷۲ء) میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے

سوتیلے والد ''محمد عثمان'' کی بھی وفات ہوگئی، وہ صحیح العقیدہ سنی تھے، اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے سوتیلے والد ''محمد عثمان'' نے گزر اوقات میں سہولت کی خاطر آپ سے تعلیم چھڑوا کر آپ کو آئسکریم (Ice Cream) بیچنے پر مامور کر دیا، آپ کراچی کی گلیوں اور بازاروں میں آئسکریم بیچتے پھرتے تھے لیکن آپ کی نوعمری اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے یہ سلسلہ زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا، بعد ازاں انیس سو پچاس (۱۹۵۰ء) میں آپ کے سوتیلے والد نے آپ کی والدہ کے مشورہ سے آپ کو پرنٹنگ پریس میں کمپوزنگ (Composing) کا کام سیکھنے پر مامور کر دیا، آپ نے جس پرنٹنگ پریس میں کمپوزنگ کا کام سیکھا، اس کا نام ''سلیم پرنٹنگ پریس'' تھا جو میونسپل کارپوریشن کراچی کے قرب میں واقع تھا، بعد ازاں انیس سو ستاون (۱۹۵۷ء) تک آپ مختلف پریسوں میں کمپوزنگ کا کام کرتے رہے، اس زمانہ میں مختلف پریسوں میں آپ کی تنخواہ دس روپے ماہانہ سے شروع ہوئی اور کئی سال گزرنے کے بعد بہ تدریج آپ کی تنخواہ پچھتر (۷۵) روپے ماہانہ تک ہوگئی تھی، آخری جس پریس میں کام کیا اس کا نام ''ماسٹر پرنٹنگ پریس'' تھا اور یہ پریس نانک واڑہ کراچی میں واقع تھا، اس کے عقب میں مفتی محمد شفیع دیوبندی کا دارالعلوم تھا۔

یہ وہ دور تھا جب علامہ غلام رسول سعیدی کو نہ دینی معلومات تھیں، نہ نماز پڑھنے کا طریقہ معلوم تھا، نہ باقاعدگی سے نماز پڑھتے تھے البتہ کبھی کبھی پانچ وقت کی نمازیں پڑھ لیتے تھے اور کبھی جمعہ پڑھ لیتے تھے اور عید بقرعید کی نمازیں باقاعدگی سے پڑھتے تھے، اور روزے ہر سال پابندی سے رکھتے تھے۔

علم دین کی طرف رغبت، عبادت پر مواظبت اور مسلکِ اہلسنت و جماعت سے وابستگی

انیس سو اٹھاون (۱۹۵۸ء) میں جب علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی عمر اکیس (۲۱) سال تھی، اس وقت وہ میکلوڈ روڈ کراچی کے ایک پریس میں کام کرتے تھے، اور وہاں کنٹرکٹ (Contract) پر کمپوزنگ کرتے تھے جتنا کام کرتے تھے اتنے پیسے ملتے تھے، ایک دن اس پریس کے ملازمین (Workers) نے کہا کہ جمعہ کے دن دو گھنٹہ پریس بند رکھا جائے تاکہ وہ جمعہ کی نماز سہولت سے پڑھ سکیں، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے پہلے جمعہ کو تو یہ وقفہ برنس گارڈن میں بیٹھ کر گزارا، دوسرے جمعہ خیال آیا کہ کیوں نہ اس وقفہ میں جمعہ کی نماز ہی پڑھ لی جائے، سو برنس گارڈن کے عقب میں جامع مسجد گلزار مدینہ میں جمعہ پڑھنے کے لیے گئے، وہاں کے خطیب صاحب نے بتایا کہ جو ایک وقت کی نماز دانستہ ترک کرے تو اسے اسی سال دوزخ میں عذاب ہوگا، یہ سُن کر اُن کا رواں رواں کانپ اٹھا اور اس کا ایسا اثر ہوا کہ اس کے بعد کوئی نماز ترک نہیں کی اور جو پچھلی نمازیں رہ گئی تھیں تو ہر نماز کے ساتھ ایک پچھلی نماز قضاء پڑھتے تھے (اور کئی سالوں تک اس طرح قضاء نمازیں پڑھتے رہے)، انہی ایام میں جامع مسجد آرام باغ میں مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ کی اقتداء میں جمعہ کی نماز پڑھا کرتے تھے اور اُن دنوں مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ ہر رات کراچی میں کسی نہ کسی جگہ وعظ کرتے تھے، سو علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اُن کے وعظ کی ہر مجلس میں شریک ہونے کے لیے جاتے تھے، تلاوتِ قرآن کا شوق ہوا تو بازار سے انہیں شیخ اشرف علی تھانوی کا ترجمہ میسر ہوا جس میں جگہ جگہ یہ لکھا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہیں ہے، ادھر مولانا محمد عمر اچھروی رحمہ اللہ اپنی تقریروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علمِ غیب دلائل سے بیان کرتے تھے، تو ذہن میں یہ خلجان ہوا کہ مولانا محمد عمر اچھروی بڑے اچھے عالم ہیں مگر قرآن مجید کے خلاف کیوں وعظ

کرتے ہیں، پھر کسی نے بتایا کہ اشرف علی تھانوی کا ترجمہ صحیح نہیں ہے، ایک دن وعظ کے بعد انہوں نے مولانا محمد عمر اچھروی سے پوچھا کہ ہمیں کس کا ترجمہ قرآن پڑھنا چاہیے؟ انہوں نے بتایا: اعلیٰ حضرت کا، پورا نام نہیں بتایا، اب علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کراچی کے مشہور کتب خانوں مثلاً تاج کمپنی اور فیروز سنز وغیرہ میں پوچھتے پھرتے تھے کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن ہے؟، بعد میں انہیں انیس سو اٹھاون (۱۹۵۸ء) میں معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن عام کتب خانوں میں دستیاب نہیں ہے، صرف مکتبہ رضویہ سے ملتا ہے جو فیروز شاہ اسٹریٹ، گاڑی کھاتہ نزد آرام باغ کراچی میں واقع تھا، لہٰذا علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کو اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن تک رسائی حاصل نہیں ہوئی، تاہم یہ پریشانی دامن گیر رہتی تھی کہ کس طرح قرآن مجید کا صحیح فہم اور ادراک حاصل ہو اور اُن کو قرآن مجید سمجھنے کے لیے ان تراجم کی احتیاج نہ رہے، اُن کو یہ پتا نہیں تھا کہ اس طرح دینی مدارس ہوتے ہیں جن میں بلا معاوضہ تعلیم دی جاتی ہے، اسی زمانہ میں صدر کے علاقہ میں مسجد قصاباں کی دیوار پر جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان کے تقسیم اسناد کے سالانہ جلسے کا اشتہار پڑھا جس کے نیچے یہ لکھا ہوا تھا کہ جو علمِ دین کے حصول کا شائق ہو، وہ اس مدرسہ میں داخل ہو جائے، اس کی تعلیم، طعام و قیام، پوشاک وغیرہ کا مدرسہ کفیل ہوگا، علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کو یہ پڑھ کر بہت حیرانی ہوئی کیونکہ وہ تو فیس ادا کر کے حصولِ علم کے معمول سے واقف تھے، انہیں حیرت ہوئی کہ کیا بلا معاوضہ بھی تعلیم دی جاتی ہے! اور رہائش اور طعام کی کفالت بھی کی جاتی ہے! انہوں نے اُسی دن اس مدرسہ کے مہتمم کے نام ایک خط لکھا کہ میں آپ کے مدرسہ میں حصولِ علم کے لیے داخل ہونا چاہتا ہوں، مولانا محمد نواز اُویسی رحمہ اللہ اس مدرسہ کے مہتمم تھے، انہوں نے جواب لکھا کہ آپ پڑھنے کے لیے ہمارے مدرسہ میں داخل ہو جائیں، خط ملتے ہی علامہ غلام رسول سعیدی صاحب رحیم یار خان روانہ ہو گئے، وہاں حضرت مولانا محمد نواز اویسی رحمہ اللہ بڑی شفقت سے پیش آئے۔

حصولِ تعلیم کا آغاز

۱۹۵۸ء میں مولانا محمد نواز اویسی رحمہ اللہ نے علامہ صاحب کو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور شیخ مصلح الدین بن عبداللہ سعدی شیرازی (متوفی ۱۲۹۱ء) کی ''کریما'' کے تین شعر پڑھائے اور پھر بعد میں سورۂ بقرہ کا ترجمہ پڑھایا، بعد ازاں انیس سو انسٹھ (۱۹۵۹ء) میں مولانا محمد نواز اویسی نے علامہ صاحب کو ''حضرت مولانا حافظ عبدالمجید اویسی'' کے سپرد کر دیا جن سے علامہ صاحب نے کریما سے لے کر گلستان، بوستان تک فارسی پڑھی اور صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ بعد میں حضرت حافظ عبدالمجید اویسی صاحب رحیم یار خان کے مذکورہ مدرسہ کو چھوڑ کر ملتان کے مضافات ''سکندر آباد'' کے ایک مدرسہ میں منتقل ہو گئے اور علامہ صاحب اب وہاں اُن سے پڑھتے رہے۔ پھر چھ ماہ بعد حضرت حافظ عبدالمجید اویسی اس مدرسہ کو چھوڑ کر ''پکا لاڑان'' منتقل ہو گئے، چند مہینے وہاں پڑھاتے رہے پھر اپنے گھر ''اللہ آباد لیاقت پور'' میں چلے گئے اور کہا: میں چند دنوں بعد آ جاؤں گا، لیکن وہ دس پندرہ دن تک نہیں آئے، علامہ صاحب بے چین تھے کہ پڑھائی کا نقصان ہو رہا ہے، کسی شخص نے بتایا کہ وہ تو خان پور کے مدرسہ ''سراج العلوم'' میں پڑھا رہے ہیں، تب علامہ صاحب نے کہا: پھر میں خانپور جاتا ہوں، خان پور جانے کے لیے کرائے کے پیسے نہیں تھے، علامہ صاحب نے کہا: میں ''پکا لاڑان'' سے ''خان پور'' تک پیدل جاؤں گا، تب اس شخص نے کہا کہ تم پکا لاڑان سے فیروزہ اسٹیشن تک پیدل جاؤ (فیروزہ سے پکا لاڑان آٹھ میل کی مسافت پر واقع ہے) اور فیروزہ سے خانپور تک ٹرین میں چلے جانا

اور اس کا کرایہ اس نے علامہ صاحب کو دیا، سو علامہ صاحب آٹھ میل پیدل سفر کر کے فیروزہ پہنچے اور وہاں سے ٹرین کے ذریعہ خان پور پہنچ گئے، اور حافظ عبد المجید صاحب اویسی سے سلسلہ تعلیم جاری رکھا۔ علامہ صاحب ڈیڑھ سال حافظ عبد المجید صاحب سے پڑھتے رہے اور علمِ صَرف کی متعدد کتابیں پڑھیں اور ''ہدایۃ النحو'' پڑھی، اسی اثناء میں مولانا اللہ بخش اویسی (مدرس ''معارف القرآن'' پنجاب کالونی کراچی متوفی ۱۴۳۶ھ) جو اس وقت زیرِ تعلیم تھے خان پور آئے اور بتایا کہ لاہور کے جامعہ نعیمیہ میں بہت اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے، آپ کو جس قدر علم دین کے حصول کا شوق ہے اس کا تقاضا ہے کہ آپ وہاں چلے جائیں، اُن دنوں علامہ صاحب خان پور کی ایک مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے جاتے تھے اور دس روپے مہینہ وظیفہ مقرر تھا، چھبہّ موچی اس مسجد کا منتظم تھا، وہی لوگوں سے پیسے اکٹھے کر کے علامہ صاحب کو مہینے کے بعد مقررہ دس روپے میں سے کچھ اپنے پاس رکھ کر باقی علامہ صاحب کو دیتا تھا۔

جامعہ نعیمیہ لاہور میں روانگی

۱۹۶۰ء میں علامہ صاحب کو یہ شوق ہوا کہ میں لاہور جامعہ نعیمیہ میں پڑھنے کے لیے جاؤں، مسئلہ کرائے کا تھا، اسی دن اتفاق سے خان پور کے مدرسہ میں ایک شخص آیا اور اس نے علامہ صاحب کو چند کلوگرام غلّہ دیا اور کہا: ہم تمہی کو کل ایک بکرا بھی دیں گے، علامہ صاحب چھبہّ موچی کے پاس گئے کہ بھائی یہ بکرا بکوا دو، اس نے اٹھارہ روپے میں بکرا بیچا اور دو روپے بہ طور آڑھت اپنے پاس رکھ لیے، پھر علامہ صاحب نے اپنے استاذ حافظ عبد المجید اویسی صاحب سے لاہور جانے کی اجازت طلب کی، انہوں نے کمال شفقت سے نہ صرف اجازت دی بلکہ اپنے پاس سے دس روپے کرائے کے لیے بھی دیے۔ سو اُسی دن شاہین ایکسپریس کے ذریعہ علامہ صاحب لاہور روانہ ہو گئے اور مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹۸ء) نے انتہائی مہربانی سے اُن کو داخل کر لیا اور منطق کی کتاب مرقات انہیں پڑھانی شروع کر دی۔

انیس سو ساٹھ (۱۹۶۰ء) میں علامہ صاحب نے ''جامعہ نعیمیہ'' (گڑھی شاہو لاہور) میں پڑھنا شروع کیا، حضرت مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ سے انہوں نے مرقات کے علاوہ شرح جامی، جلالین اور فلسفہ کی کتاب ہدایت الحکمت پڑھی، اسی دوران مولانا محمد شریف ہزاروی رحمہ اللہ (مولانا محمد شریف ہزاروی شوگر کے مرض میں مبتلاء تھے، آخر عمر میں پہلے ان کے پیر کاٹ دیے گئے بعد ازاں گھٹنے سے نیچے پنڈلی کاٹ دی گئی اور اسی تکلیف میں مبتلاء ہو کر غالباً ۲۰۱۱ء میں ان کی وفات ہوگئی) نے علامہ صاحب سے کہا کہ آپ پڑھنے کے شوقین ہیں تو علم میں گہرائی اور گیرائی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ''بندیال'' حضرت مولانا عطاء محمد صاحب (رحمہ اللہ) کے پاس جا کر منطق، فلسفہ اور دیگر فنون کی کتابیں پڑھیں، سو یوں علامہ صاحب کو بندیال جا کر حضرت مولانا حافظ عطاء محمد صاحب (رحمہ اللہ) سے پڑھنے کا شوق دامن گیر ہوا لیکن وہ اپنے استاذ مفتی محمد حسین نعیمی سے اجازت لیے بغیر نہیں جانا چاہتے تھے۔

حضرت مفتی محمد حسین نعیمی (رحمہ اللہ) جامع مسجد چوک دال گراں کے خطیب تھے، یہ مسجد محکمہ اوقاف میں آچکی تھی، محکمۂ اوقاف کی طرف سے انہیں کہا گیا کہ انہیں ریفریشر کورس (Refresher Course) کے لیے (جو کہ تین مہینے پر مشتمل تھا) کوئٹہ جانا ہوگا، حضرت علامہ صاحب جامعہ نعیمیہ میں چھوٹی کتابوں کے طلباء کو پڑھاتے تھے اور طلباء اُن سے بہت مانوس تھے، علامہ صاحب نے ان ایام میں تقریریں کرنی شروع کر دی تھیں، جب علامہ صاحب نے مفتی صاحب نعیمی سے بندیال جانے کی

اجازت طلب کی تو انہوں نے کہا کہ آپ میرے کوئٹہ میں قیام کے دوران میری جگہ جامع مسجد چوک دال گراں میں جمعہ کی خطابت کے فرائض انجام دیں اور مدرسہ کے طلباء کو آپ وہ کتابیں پڑھائیں جو آپ نے پڑھی ہیں اور اگلے سال مزید تعلیم کے حصول کے لیے بندیال چلے جائیں۔ علامہ صاحب کو اس کا قلق تو بہت تھا کہ اتنا عرصہ میں پڑھائی سے منقطع رہوں گا لیکن اپنے استاذ مفتی محمد حسین نعیمی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے انہوں نے حامی بھر لی۔

دورانِ تعلیم مولانا امام دین سے علمی مباحثہ

اسی دوران کا ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ علامہ صاحب لڑکوں کو "شرح تہذیب" پڑھا رہے تھے، بندیال میں پڑھنے والے ایک شخص جن کا نام امام دین تھا، وہ آئے اور شرح تہذیب کا سبق سننے کے لیے بیٹھ گئے، پھر جیسے رواج ہے کہ طلباء ایک دوسرے سے سوالات کرتے ہیں مولانا امام دین نے علامہ صاحب سے پوچھا: یہ بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نور ذاتی ہے یا عطائی، علامہ صاحب نے بتایا کہ آپ کا ہر کمال عطائی ہے، مولانا امام دین نے کہا کہ علماء کرام تو کہتے ہیں کہ آپ کا نور ذاتی ہے، علامہ صاحب نے کہا: جو علماء کہتے ہیں آپ کا نور ذاتی ہے اس میں ذاتی، عطائی کے مقابلہ میں نہیں ہے، مولانا امام دین نے کہا: اچھا بتاؤ ذات کا کیا معنی ہے؟ علامہ صاحب نے کہا: ذات کا معنی جوہر بھی ہوتا ہے اور قائم بنفسہ بھی ہوتا ہے جو کہ عرض کے بالمقابل ہے اور نفسِ شئے کو بھی ذات سے تعبیر کرتے ہیں، مولانا امام دین نے کہا: آپ کو ذات کا معنی معلوم نہیں ہے، ذات کا معنی یہ ہے جیسے فلاں کی ذات دھوبی ہے، فلاں کی ذات موچی ہے۔ پھر مولانا امام دین نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ "الی سید کم" میں حکم کی علت کیا ہے؟ علامہ سعیدی صاحب سوچ میں پڑ گئے کہ اس جملہ میں تو کوئی حکم ہی نہیں ہے، پھر مولانا امام دین سے پوچھا: کیا آپ کی مراد "قوموا الی سید کم" ہے، انہوں نے کہا: ہاں، تب علامہ صاحب نے کہا کہ اس حدیث میں "قوموا" مذکور ہے (یہ مفصل حدیث درج ذیل ہے:)

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعد ھو ابن معاذ بعث رسول اللہ ﷺ وکان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما دنا قال رسول اللہ ﷺ: "قوموا الیٰ سید کم" فجاء فجلس الی رسول اللہ ﷺ فقال لہ ان ھؤلاء نزلوا علیٰ حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلۃ وان تسبی الذریۃ قال لقد حکمت فیھم بحکم الملک۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ (کو مان کر قلعہ) سے اتر آئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلایا تھا اور وہ آپ کے قریب تھے تو وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے، پس جب وہ قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے (لوگوں سے) فرمایا: اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ! پس وہ آ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف بیٹھ گئے، تو آپ نے فرمایا: یہ لوگ تمہارے فیصلہ پر (قلعہ سے) اتر آئے ہیں، تو حضرت سعد نے کہا: میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں جو جنگ جو ہیں، ان کو قتل کر دیا جائے اور جو بچے ہیں ان کو قید کر لیا جائے، تو آپ نے فرمایا: تم نے ان کے متعلق فرشتہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

(صحیح البخاری: ۳۰۴۳، صحیح مسلم: ۱۷۶۸، الرقم المسلسل: ۴۴۸۷، سنن ابوداؤد: ۵۲۱۵، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۴ ص ۴۲۵، السنن الکبریٰ للنسائی:

۸۲۲۲،شعب الایمان :۸۹۲۶، سنن سعید بن منصور : ۲۹۶۴، الادب المفرد :۵: ۹۴۵، المعجم الکبیر : ۲۳ : ۵۳۲، حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۱۷۱، سنن بیہقی ج ۶ ص ۵۸ ۔ ۵۷، شرح السنۃ : ۱۸/۲۷، مسند احمد ج ۳ ص ۲۲ طبع قدیم، مسند احمد : ۱۱۱۶۸، ج ۱۷ ص ۲۵۹، موسسۃ الرسالہ بیروت، حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ بنو قریظہ کے سات سو یہودیوں کی گردن اتاردی گئی تھی، ان کو یہ سزا اس لیے دی گئی تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کئے ہوئے معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے رسول اللہ ﷺ کے خلاف کفار قریش کی مدد کی تھی)

اور اس حدیث میں ''قوموا'' امر کا صیغہ ہے اور اس حکم کی علت ''قوموا'' کا ماخذِ اشتقاق ہے یعنی قیام، گویا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے لیے جو رسول اللہ ﷺ نے قیام کا حکم دیا اس کی علت سید کا ماخذِ اشتقاق ہے یعنی سیادت، خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سردار قبیلہ اوس ہونے کی وجہ سے اُن کی تعظیم کے لیے صحابہ کو کھڑے ہونے کا حکم فرمایا۔ تب مولانا امام دین نے کہا: ہاں تم کچھ سمجھدار ہو، تو تم بندیال چلے جاؤ، یوں علامہ صاحب کے دل میں بندیال جا کر حصول علم کا شوق دامن گیر ہوا، انیس سو ساٹھ (۱۹۶۰ء) سے لے کر انیس سو باسٹھ (۱۹۶۲ء) تک علامہ صاحب جامعہ نعیمیہ لاہور میں پڑھتے رہے تھے۔

مزید تعلیم کے حصول کے لیے بندیال روانگی

بعد ازاں انیس سو تریسٹھ (۱۹۶۳ء) میں حضرت علامہ صاحب اپنے استاذ مفتی محمد حسین نعیمی سے اجازت لے کر بندیال روانہ ہو گئے۔ اور انیس سو تریسٹھ (۱۹۶۳ء) سے لے کر انیس سو پینسٹھ (۱۹۶۵ء) تک پہلے بندیال میں اور پھر وارچھا میں حضرت مولانا حافظ عطاء محمد صاحب (رحمہ اللہ) سے پڑھتے رہے، بندیال میں علامہ صاحب پر بہت عُسرت کا زمانہ تھا، وہاں دو پہر کے وقت طلباء کو صرف روٹی دی جاتی تھی سالن نہیں ہوتا تھا، اور شام کو عشاء کے بعد روٹی کے ساتھ ایک پلیٹ دال بھی ملتی تھی، دو پہر کو جو طلباء خوش حال تھے وہ ٹماٹر اور پیاس میں گھی کا بگھار کر کے اس سے روٹی کھاتے تھے، بعض طلباء گاؤں سے کچی لسی (جس لسی سے مکھن نکال لیا گیا ہو) مانگ کر لے آتے تھے اس سے کھاتے تھے، حضرت علامہ صاحب کو کچی لسی موافق نہیں آتی تھی اور اتنے پیسے نہیں تھے کہ روز ٹماٹر اور پیاز وغیرہ بگھار سکیں، سو پورے قیامِ بندیال کے زمانہ میں خشک روٹی کھاتے تھے اور وضو کی ٹوٹیوں کے پاس بیٹھ کر پانی کے گھونٹ سے خشک روٹی حلق سے اتارتے تھے، حضرت استاذِ محترم مولانا حافظ عطاء محمد صاحب (رحمہ اللہ) سے علامہ صاحب نے ملاحسن، میر زاہد ملا جلال، میر زاہد رسالہ قطبیہ، میر زاہد امور عامہ، قاضی مبارک اور حمد اللہ منطق میں پڑھیں، میبذی، صدرا، شمس بازغہ فلسفہ میں پڑھیں، اور مختصر المعانی اور مطول علمِ بیان میں پڑھیں، اصولِ فقہ میں مسلّم الثبوت اور توضیح تلویح پڑھی، فقہ میں ہدایہ اخیرین پڑھی، اور حدیث میں سنن ترمذی سبقاً پڑھی۔

علامہ سعیدی صاحب کا ذوقِ مطالعہ

علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

''مجھے وہ منظر کبھی نہیں بھولتا جب علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صبح کے سات آٹھ بجے کتابوں کا انبار اٹھائے مسجد سے باہر آئے تو ایک طالب علم نے مسکراتے ہوئے کہا کہ استاذ صاحب (علامہ بندیالوی صاحب علیہ الرحمہ) تو ''ڈھوک دھمن'' (اپنے گھر) چلے گئے۔ علامہ سعیدی صاحب اتنے افسردہ ہوئے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہنے لگے: ہم لوگ رات بھر مطالعہ کرتے ہیں اور

نمازِ فجر کے بعد بھی تیار کرتے رہے، لیکن استاذ صاحب چپ چاپ گھر چلے گئے''۔

(حیاتِ سعید ملت ص ۲۰، سیف العطاء ص ۱۴، بحوالہ قرۃ عیون الاقبال فی تذکرہ فضلاء البندیال، ص ۲۴۳، ماہنامہ ضیائے حرم ج ۴۵ شمارہ ۲ ص ۴۶)

بقیہ تعلیم کے حصول کے لیے لائل پور (فیصل آباد) روانگی

۱۹۶۵ء میں علامہ صاحب لائل پور آ گئے، وہاں جامعہ قادریہ میں حضرت مولانا ''ولی النبی'' (رحمہ اللہ) سے تصریح اور اقلیدس پڑھی۔ اور مولانا ''مختار'' (رحمہ اللہ) سے سراجی پڑھی۔ پھر انیس سو پینسٹھ (۱۹۶۵ء) کے اخیر میں جامعہ نعیمیہ لاہور میں آ گئے، مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا ہوا تھا کہ آپ نے فنون کی کتابوں کی تکمیل کے بعد جامعہ نعیمیہ میں پڑھانا ہے، سو دسمبر انیس سو پینسٹھ (۱۹۶۵ء) سے علامہ سعیدی صاحب نے جامعہ نعیمیہ لاہور میں پڑھانا شروع کیا۔

آغازِ تدریس

انیس سو چھیاسٹھ (۱۹۶۶ء) سے حضرت علامہ صاحب کی باقاعدہ تدریس کا آغاز ہو گیا، پہلے سال علامہ مفتی محمد حسین نعیمی نے اُن کو میر زاہد ملا جلال، میر زاہد رسالہ قطبیہ، (کتبِ منطق)، میبذی، صدرا، شمسِ بازغہ (کتبِ فلسفہ) مختصر المعانی، مطول (کتبِ بلاغت)، شرح جامی، حاشیۂ عبدالغفور (نحو)، شرح عقائد و خیالی (علم کلام) وغیرہا تدریس کے لیے دیں، اور مشکوٰۃ شریف پڑھانے کے لیے علامہ صاحب نے خود مانگ کر مفتی محمد حسین نعیمی سے لی۔ حضرت علامہ صاحب نے چار سال مکمل مشکوٰۃ پڑھائی اور مشکوٰۃ کی مشہور شرح ''اشعۃ اللمعات'' (از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۰۵۲ھ) کا بالاستیعاب مطالعہ کیا، اسی دوران حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری المتوفی ۱۰۱۴ھ کی مشکوٰۃ کی شرح ''مرقاۃ المفاتیح'' بھی طبع ہو چکی تھی اس کا بھی مطالعہ کرتے رہے۔ حضرت علامہ صاحب کہتے ہیں کہ مجھے منطق و فلسفہ اور فنون کی کتابوں میں استاذِ محترم علامہ حافظ عطاء محمد بندیالوی صاحب (متوفی ۲۱ فروری ۱۹۹۹ء/ ۴ ذیقعد ۱۴۱۹ھ) تغمدہ اللہ بغفرانہ کا فیضان ہے اور حدیث میں جو مجھے بصیرت اور مہارت حاصل ہوئی وہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کا فیضان ہے۔ حضرت علامہ صاحب نے مروّجہ طریقہ سے باقاعدہ دورۂ حدیث کی کتب نہیں پڑھیں، صرف استاذ حافظ عطاء محمد بندیالوی سے سبقاً ترمذی شریف پڑھی۔

انیس سو ستر (۱۹۷۰ء) سے مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ نے مکمل دورۂ حدیث کی تدریس آپ کے سپرد کر دی، آپ مشہور غیر مقلد حافظ عبدالرحمن المبارک پوری المتوفی ۱۹۵۳ء کی ''تحفۃ الاحوذی'' اور شیخ محمود الحسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ کی ''التقریر للترمذی'' کا مطالعہ کر کے ترمذی شریف پڑھاتے تھے، اور علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ کی ''شرح صحیح مسلم'' اور مشہور غیر مقلد نواب محمد صدیق خان المتوفی ۱۳۰۷ھ کی ''السراج الوہاج فی کشف مطالب مسلم بن الحجاج'' کا مطالعہ کر کے صحیح مسلم شریف پڑھاتے تھے اور علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی الحنفی المتوفی ۸۵۵ھ کی ''عمدۃ القاری'' (شرح بخاری) اور حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ کی ''فتح الباری'' (شرح بخاری) کا مطالعہ کر کے صحیح البخاری پڑھاتے تھے۔

متعدد مشائخ سے سندِ حدیث کا حصول

علامہ صاحب نے اپنے اساتذہ میں سے حافظ عطاء محمد بندیالوی، مفتی محمد حسین نعیمی (متوفی ۱۹۹۸ء)، مولانا محمد یونس

نعیمی مراد آبادی، غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی (متوفی ۱۹۸۶ء)، سے تحریراً روایتِ حدیث کی سند حاصل کی، اور وہ انیس سو چھیاسٹھ (۱۹۶۶ء) سے تا دمِ تحریر مسلسل کتبِ حدیث محض اللہ عزوجل کے فضل اور اس کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ اور فیضان کی بدولت کسی سے پڑھے بغیر کتبِ حدیث پڑھا رہے ہیں، اور احادیثِ مبارکہ کی شروح لکھ رہے ہیں اور تفسیر پر کام کر رہے ہیں۔

جامعہ نعیمیہ لاہور کو ترک کر کے دار العلوم نعیمیہ کراچی میں تدریس شروع کرنا

انیس سو پچیاسی (۱۹۸۵ء) کا واقعہ ہے، علامہ صاحب اُن دنوں جامعہ نعیمیہ لاہور میں پڑھاتے تھے، اُن کی کمر میں شدید درد رہتا تھا اور وہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ زمین پر بیٹھ نہیں سکتے تھے، البتہ کرسی پر تقریباً تین گھنٹے بیٹھ جاتے تھے، ماہِ رمضان کی چھٹیاں گزر چکی تھیں اور شوال کا مہینہ شروع ہو چکا تھا، اور اب نیا تعلیمی سال شروع ہونے والا تھا، جامعہ نعیمیہ کے مہتمم مفتی محمد حسین نعیمی نے اُن سے کہا: آپ دو گھنٹہ زمین پر بیٹھ کر مشکوٰۃ اور جلالین پڑھائیں، اور باقی وقت اپنے کمرے میں خواہ لیٹ کر یا جس طرح بھی ہو پڑھائیں، علامہ صاحب سوچ میں پڑ گئے کہ وہ تو دو گھنٹہ بھی زمین پر نہیں بیٹھ سکتے، اب کیا ہوگا! اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بجی، مفتی محمد حسین نعیمی نے علامہ صاحب سے کہا: آپ کا فون ہے، علامہ صاحب نے فون اٹھایا تو کراچی سے مولانا منیب الرحمن مدظلہ العالی (مفتی اعظم پاکستان) بات کر رہے تھے، انہوں نے کہا: دار العلوم نعیمیہ کراچی کے احباب نے بالاتفاق مشورہ کر کے کہا ہے کہ آپ نئے تعلیمی سال کراچی میں آ کر دورۂ حدیث کے اسباق پڑھائیں، آپ کو دو ہزار روپیہ مہینہ مشاہرہ دیا جائے گا اور آپ کے کمرہ کے ساتھ باتھ (Attach bath) بنا دیا جائے گا، اس بات کے دوران مفتی محمد حسین نعیمی اٹھ کر دفتر سے باہر نکل گئے، علامہ صاحب نے کہا: میں کرسی پر بیٹھ کر زیادہ سے زیادہ تین گھنٹے پڑھا سکتا ہوں، زمین پر بیٹھ کر نہیں پڑھا سکتا، آپ کرسی پر پڑھانے کا انتظام کر دیں تو میں کراچی آ جاؤں گا، مولانا منیب الرحمن نے کہا: میں باقی ٹرسٹیز (Trusties)، (مفتی سید شجاعت علی قادری، مولانا جمیل احمد نعیمی، اور مولانا اقبال حسین نعیمی) سے مشورہ کر کے آپ کو بتاتا ہوں، علامہ صاحب نے کہا: آپ مجھے شام کو جامعہ نظامیہ لاہور میں فون کر دیں میں وہاں پہنچ جاؤں گا، وہاں پر آزادی سے بات چیت ہو جائے گی، پھر فون منقطع کر دیا مفتی نعیمی ہنوز دفتر میں نہیں آئے تھے، علامہ صاحب اٹھ کر اپنے کمرہ میں چلے گئے اور جا کر بے فکری سے سو گئے، اور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت پر شکر ادا کرتے رہے کہ اللہ عزوجل نے انہیں ایک لمحہ کے لیے بھی پریشان ہونے نہیں دیا اور اس وقت اُن کے ذہن میں قرآن مجید کی یہ آیت آئی: "وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔۔۔ (الطلاق: ۲۔۳)" (اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے (مشکل حالات میں) کشادگی کی راہ پیدا فرما دیتے ہیں ○ اور اس کو وہاں سے رزق دیتے ہیں جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو اللہ اسے کافی ہیں)، پھر شام کو علامہ صاحب جامعہ نظامیہ لوہاری منڈی گئے اور وہاں پر مولانا منیب الرحمن صاحب کا فون آیا اور انہوں نے بتایا کہ آپ کے لیے کرسی پر پڑھانے کا انتظام کر دیا جائے گا، پھر علامہ صاحب نے مولانا منیب الرحمن صاحب سے کہا: میں تین روز بعد فلاں فلائٹ سے کراچی پہنچ جاؤں گا، پھر اس دن شام کو مفتی محمد حسین نعیمی نے علامہ صاحب کو بلایا اور اُن سے پوچھا: آپ نے اس سال اپنے پڑھانے کے سلسلہ میں کیا فیصلہ کیا؟ علامہ صاحب نے کہا: آپ مجھے اجازت دے دیں میں کراچی جا رہا ہوں، انہوں نے پوچھا: کیا پہلے سے کوئی بات چل رہی تھی؟ علامہ صاحب نے کہا: نہیں، بس اسی وقت کراچی سے فون آیا تھا، مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا: سعیدی صاحب کی قسمت بہت اچھی ہے۔

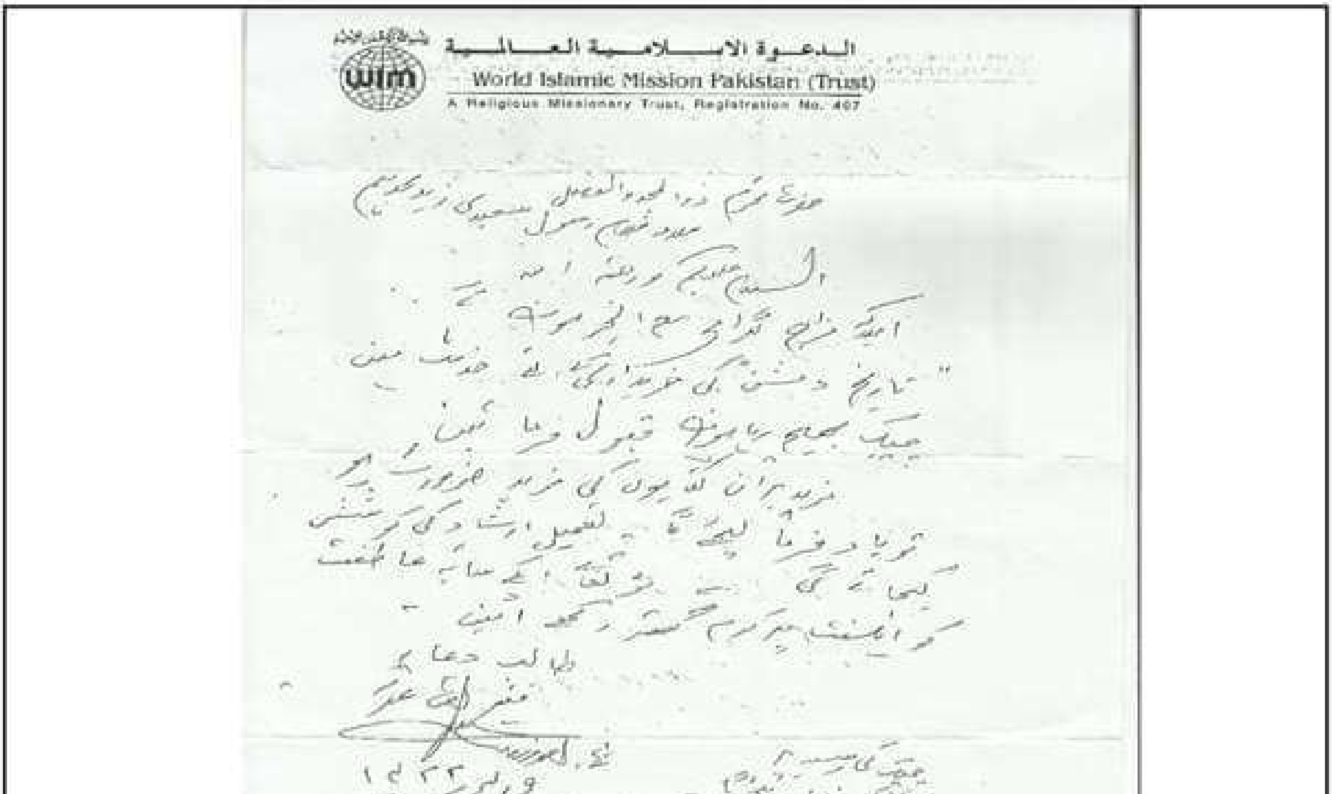
پھر چھ جولائی انیس سو پچاسی (۱۹۸۵ء) کو علامہ صاحب کراچی آ گئے اور دار العلوم نعیمیہ میں کتب حدیث پڑھانی شروع کر دیں اور تا حال دار العلوم نعیمیہ میں کتب حدیث پڑھا رہے ہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے اساتذہ کرام

(۱) استاذ العلماء مولانا محمد نواز اویسی رحمہ اللہ (رحیم یار خان)۔(۲) استاذِ گرامی مولانا حافظ عبد المجید اویسی رحمہ اللہ، (لیاقت پور)۔(۳) استاذ العلماء مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ (لاہور)۔(۴) مولانا عبد الغفور رحمہ اللہ (لاہور)۔(۵) مفتی عزیز احمد بدایونی رحمہ اللہ (لاہور)۔(۶) استاذ العلماء فخر المناطقہ مولانا حافظ عطاء محمد بندیالوی قدس سرہٗ العزیز (مدرسہ امدادیہ مظہریہ، بندیال)۔(۷) استاذِ گرامی مولانا ولی النبی رحمہ اللہ۔ (مردان)۔(۸) مولانا مختار احمد رحمہ اللہ (لائل پور)۔

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے احباب

(۱) علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء): حضرت علامہ نورانی، علامہ سعیدی صاحب پر بہت مہربان اور شفیق تھے، اُن سے ملاقات کے لیے جامعہ نعیمیہ لاہور میں بھی تشریف لاتے تھے اور بعد ازاں دار العلوم نعیمیہ کراچی میں بھی اُن سے ملاقات کے لیے آتے رہے ہیں۔ ایک مرتبہ علامہ سعیدی صاحب کو ''تاریخ دمشق'' کی ضرورت تھی لیکن اس وقت وہ پینتالیس ہزار روپے میں دستیاب تھی اور علامہ سعیدی صاحب کے پاس اتنی گنجائش نہیں تھی، علامہ شاہ احمد نورانی کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے پینتالیس ہزار روپے کا ڈرافٹ علامہ سعیدی صاحب کو بھیج دیا اور کہا: ''آئندہ بھی آپ کو جب کسی کتاب کی ضرورت ہو تو مجھے مطلع فرمائیں، میں اس کو اپنے لیے شرف اور سعادت سمجھوں گا''۔ اس سلسلہ میں علامہ شاہ احمد نورانی نے جو مکتوب لکھا اس کا عکس درج ذیل ہے:


الدعوة الاسلامية العالمية
World Islamic Mission Pakistan (Trust)
A Religious Missionary Trust, Registration No. 407

جب ہندوستان میں ''مرکز اہل سنت برکات رضا (امام احمد رضا روڈ پور بندر گجرات، الہند)'' سے شرح صحیح مسلم طبع ہوئی تو علامہ شاہ احمد نورانی بہت خوش ہوئے اور بے ساختہ کہا: ''الفضل ما شهدت به الاعداء'' یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخالفین کے ہاتھوں آپ کی کتاب شائع فرمادی، ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء میں علامہ شاہ احمد نورانی صاحب کا وصال ہوا ہے۔

(۲) حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ: حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ کی پیدائش یکم جولائی ۱۹۱۸ء میں بھیرہ پاکستان میں ہوئی، جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی سے انہوں نے کتب حدیث پڑھیں، بعد ازاں مزید تعلیم کے حصول کے لیے ''جامعۃ الازہر'' مصر میں تشریف لے گئے اور وہاں سے دو سال میں ڈگری حاصل کی۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی گفتگو بھی بہت ادیبانہ ہوتی تھی اور اُن کی تحریر بھی اردو ادب کا نہایت دلنشیں شاہکار ہے، ان کی تصانیف میں تفسیر ''ضیاء القرآن (پانچ مجلدات)''، رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں ''ضیاء النبی (سات مجلدات)'' اور حجیتِ حدیث میں ''سنتِ خیر الانام'' عوام خواص میں بہت مرغوب اور مقبول ہیں۔ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تحریر میں زبان و بیان کی نہایت مؤثر چاشنی ہوتی ہے اور قارئین اُن کے لکھے ہوئے جملوں کو پڑھ کر بے ساختہ داد و تحسین دیتے ہیں۔

علامہ سعیدی صاحب سے حضرت پیر صاحب قبلہ کا بہت مشفقانہ تعلق تھا، کئی مرتبہ لاہور تشریف لائے تو سعیدی صاحب کو شرفِ ملاقات عطاء فرمایا، حضرت پیر صاحب کی فرمائش پر علامہ سعیدی صاحب نے ''ضیائے حرم لاہور'' میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کے متعلق کئی مضامین لکھے جو ''ماہنامہ ضیائے حرم'' میں شائع ہوئے اور بعد ازاں مقالاتِ سعیدی میں شامل ہیں۔ حضرت پیر صاحب کے حسنِ اخلاق کی ایک مثال یہ ہے کہ علامہ سعیدی صاحب بتاتے ہیں کہ پیر صاحب کا رکشہ میں ایکسیڈنٹ ہوگیا اور وہ میو ہسپتال لاہور میں داخل ہیں، ابھی علامہ سعیدی صاحب ان کی عیادت کے لیے جانے کا منصوبہ بنا ہی رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے کمرے کا دروازہ کھلا اور پیر صاحب ہاتھ پر پٹی باندھے ہوئے چلے آرہے ہیں، علامہ سعیدی صاحب کہتے ہیں کہ میں حیرت اور شرمندگی میں ڈوبا ہوا ان کے استقبال کے لیے کھڑا ہوا، پیر صاحب فرمانے لگے: ''آپ نے میری فرمائش پر جو ضیائے حرم کے لیے تعاون کیا ہے میں اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے آیا ہوں''۔

حضرت پیر صاحب کے خطابات بھی ادبِ اردو سے معمور ہوتے تھے، ان کی فی البدیہہ گفتگو بھی بہت ادیبانہ اور ادبیت کی چاشنی سے بھرپور ہوتی تھی۔ ۷ اپریل ۱۹۹۸ء میں ۷۹ سال کی عمر گزار کر اسلام آباد میں حضرت پیر کرم شاہ صاحب کا وصال ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور انہوں نے اپنی تصنیفات کی صورت میں جو صدقۂ جاریہ چھوڑا ہے، اس کو ان کے اجر و ثواب کا ذخیرہ بنادیں اور ہم سب کو ان کے اسوۂ حسنہ کا امین بنادیں۔ آمین۔

(۳) حضرت علامہ، ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ (پی ایچ ڈی، کراچی یونیورسٹی، بانی و مہتمم دار العلوم نعیمیہ کراچی): ۱۹۴۱ء میں اتر پردیش، انڈیا میں پیدا ہوئے، ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۹ء تک چھ سال فیڈرل شریعت کورٹ کے جج کے منصب پر فائز تھے، اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے، متعدد کتب کے مصنف ہیں، جن میں فقہ اہلسنت، عدالتِ اسلامیہ، شرح الصدور، الخیرات الحسان اور تفسیر مظہری کے پندرہ پاروں کا ترجمہ اور چار حصوں میں ''انشاء العربیۃ فی اللغۃ العربیۃ'' قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت علامہ سعیدی صاحب کے بہت بے تکلف، ہمدرد اور خیر خواہ دوست تھے۔ان کے ساتھ علامہ سعیدی صاحب کی عزیز داری بھی ہے، کیونکہ علامہ سعیدی صاحب کی خالہ زاد بہن مسماۃ ریحانہ اُن کے برادرِ نسبتی سید شاہد علی کے عقدِ نکاح میں تھیں، مفتی سید شجاعت علی قادری علامہ سعیدی صاحب سے ملنے کے لیے وقتاً فوقتاً لاہور آتے رہتے تھے، ۱۹۷۶ء میں علامہ سعیدی صاحب، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا عبدالحکیم صاحب شرف قادری، مولانا منشاء تابش قصوری اور مفتی سید شجاعت علی قادری کے ہمراہ عوام ایکسپریس سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے، باقی تمام احباب رات کو سو گئے اور ساری رات علامہ سعیدی اور مفتی سید شجاعت علی قادری باہم گفت وشنید کرتے رہے اور یوں باتوں باتوں میں ساری رات گزر گئی، جب علامہ سعیدی صاحب کمر کے درد کے عارضہ کی وجہ سے لاہور کے ''گنگارام'' ہسپتال میں داخل (Admit) تھے، وہاں اُن کی عیادت کے لیے مفتی سید شجاعت علی قادری آتے تھے، پھر جب علامہ سعیدی صاحب لاہور میں کمر کے شدید درد اور شوگر میں مبتلاء ہو گئے، مفتی سید شجاعت قادری کے اصرار سے چھ جولائی انیس سو پچاسی (۱۹۸۵ء) کو علامہ سعیدی صاحب دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں منتقل ہو گئے۔۱۹۸۹ء میں مفتی سید شجاعت علی قادری تبلیغ اسلام کے لیے برطانیہ گئے اور ایک ماہ تک وہاں تبلیغ میں مصروف رہے۔ستمبر ۱۹۹۰ء میں علامہ سعیدی صاحب مفتی سید شجاعت علی قادری کی رفاقت میں صاحبزادہ حبیب الرحمن محبوبی (بریڈفورڈ) کی دعوت پر برطانیہ تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہوئے اور ایک ماہ تک دونوں اکٹھے برطانیہ کے مختلف شہروں میں خطابات کے لئے جاتے رہے، پھر ایک ماہ کے بعد مفتی سید شجاعت علی قادری واپس کراچی آگئے اور علامہ سعیدی صاحب مزید دو مہینے برطانیہ میں خطابات کے سلسلہ میں مقیم رہے، پھر علامہ سعیدی صاحب ۲۰ دسمبر ۱۹۹۰ء کو صاحبزادہ حبیب الرحمن کے ہمراہ ہیتھرو ایئر پورٹ لندن سے عمرہ کرنے کے لیے مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور عمرہ کرنے کے بعد یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو واپس کراچی پہنچے۔حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن نے واپسی پر علامہ سعیدی صاحب کے اعزاز میں دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں استقبالیہ دیا جس میں کراچی کے مشہور اور معزز علماء کرام شریک ہوئے۔

۱۹۹۳ء کے اوائل میں مفتی سید شجاعت علی قادری کو نمونیا ہو گیا، اسی دوران اسلامی نظریاتی کونسل کے دیگر علماء کے ساتھ انڈونیشیا کے مطالعاتی دورہ پر روانہ ہوئے اور وہیں پر ۲۷ جنوری ۱۹۹۳ء جکارتہ، انڈونیشا میں ان کا انتقال ہوا اور بذریعہ ہوائی جہاز آپ کی میت کو کراچی لایا گیا، دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں آپ کی نمازِ جنازہ ہوئی، نمازِ جنازہ میں علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ، مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ، مفتی منیب الرحمن، علامہ غلام رسول سعیدی اور کراچی کے تمام قابلِ ذکر علماء موجود تھے۔

(۴) مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ: مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کے رکن رہے ہیں، ان کے رشحاتِ قلم سے متعدد جواہر پارے طبع ہو چکے ہیں، ان کا عظیم کارنامہ امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ کی شہرۂ آفاق کتاب ''العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ'' کو جدید انداز میں طبع کرانا ہے، انہوں نے اپنی نگرانی میں امام احمد رضا کی عربی اور فارسی عبارات کا ترجمہ کرایا اور تفسیر، فقہ اور حدیث کے حوالہ جات درج کرائے اور احادیث کی تخریج کرائی اور مولانا حافظ عبدالستار سعیدی کو یہ ذمہ داری سونپی اور انہوں نے بتیس (۳۲) جلدوں میں اس کام کو انجام پہنچایا۔

مفتی عبدالقیوم ہزاروی، حضرت علامہ سعیدی صاحب پر بہت شفیق اور مہربان تھے اور سترہ (۱۷) سال لاہور میں قیام

کے دوران مسلسل ان کے خیر خواہ اور حلیف رہے، اور جب علامہ صاحب کراچی آگئے تو وہاں بھی اُن سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے رہے ہیں اور اپنے بہترین مشوروں سے نوازتے رہے، ۲۶ اگست ۲۰۰۳ء کو ان کا وصال ہوا ہے۔

(۵) مفتی اعظم پاکستان پروفیسر مولانا منیب الرحمن زید حبہم: ۱۹۴۴ء میں مانسہرہ کے مضافات اوگی میں پیدا ہوئے، ناظرہ قرآن مجید اور فارسی کی کتب اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھیں، ۱۹۶۰ء میں جامعہ نعیمیہ لاہور میں درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخل ہوئے، اس وقت علامہ سعیدی صاحب جامعہ نعیمیہ لاہور میں درسِ نظامی کی متوسط کتابیں پڑھ رہے تھے، اس وقت مفتی منیب الرحمن کی عمر ۱۶ سال تھی، (اس وقت مفتی منیب الرحمن صاحب کی عمر تقریباً اکہتر (۷۱) سال ہے)۔ ایک سال وہ جامعہ نعیمیہ لاہور میں پڑھتے رہے اور اس دوران وہ علامہ سعیدی صاحب سے بہت مانوس ہوگئے اور اُن سے کافی گہرا دلی تعلق پیدا ہوگیا، ایک سال بعد ۱۹۶۱ء میں وہ جامعہ نظامیہ لاہور میں پڑھنے کے لیے چلے گئے لیکن علامہ صاحب سے ملاقات کے لیے جامعہ نعیمیہ لاہور میں آتے رہتے تھے، بعد ازاں وہ بہاول پور یونیورسٹی میں پڑھنے کے لیے چلے گئے لیکن حضرت علامہ سعیدی صاحب سے تعلق برابر قائم رہا، پھر وہ دارالعلوم امجدیہ کراچی میں داخل ہوگئے، جب چھٹیوں میں علامہ صاحب کراچی جاتے تو مولانا منیب الرحمن صاحب وہاں سے اُن سے ملاقات کے لیے تشریف لاتے تھے اور اُن کے ساتھ اُنسیت اور دوستی کا تعلق ہنوز قائم ہے۔

پہلے مفتی اعظم پاکستان علامہ منیب الرحمن کے ریڈیو پاکستان سے خطابات نشر ہوتے تھے، بعد ازاں ٹی وی کے متعدد چینلز سے اُن کے خطابات ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں، انہوں نے متعدد مرتبہ رمضان شریف میں مکمل قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر ٹیلی کاسٹ کیا ہے، وہ کئی مرتبہ بیرونی ممالک تبلیغی خطابات کے لیے جاتے رہتے ہیں ان ممالک میں سری لنکا، مالدیپ، ساؤتھ افریقہ، برطانیہ، سعودیہ عربیہ، کینیڈا، ترکی، ایران، دبئی، وغیرہا قابل ذکر ہیں، اور ہر سال ماہِ ربیع الاول میں امریکا خطابات کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔ ۲۰۰۰ء میں وہ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے ہیں اور (۲۰۰۲ء) سے ہنوز (2015ء) تک مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کے چیئرمین ہیں، مفتی اعظم پاکستان کے علاوہ اور کوئی عالم اتنے عرصہ تک مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا چیئرمین نہیں رہا۔ ۲۰۰۳ء میں تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے صدر منتخب ہوئے اور اس کے بعد دو مرتبہ بلامقابلہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے صدر منتخب ہو چکے ہیں اور تا حال اس عہدہ صدارت پر فائز ہیں۔

علامہ سعیدی صاحب نے حضرت مفتی اعظم پاکستان مدظلہٗ کے متعلق اس طرح اپنے تاثرات زیبِ قلم فرمائے ہیں:

سب سے زیادہ میرے تشکر کے مستحق حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ پروفیسر الحاج مفتی منیب الرحمن (مہتمم دارالعلوم نعیمیہ کراچی، چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان، صدر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان، صدر جامع مسجد اقصیٰ کراچی) کی ذاتِ گرامی ہے، حضرت مفتی صاحب کی بے پناہ محبت اور شفقت اور ان کے بے کراں اخلاص نے مجھے اس پیرانہ سالی اور انواع واقسام کے امراض میں مبتلاء ہونے کے باوجود یہ حوصلہ اور ولولہ دیا کہ میں نے ان کی سرپرستی میں پہلے سات مجلدات میں ''شرح صحیح مسلم'' لکھی (جو تقریباً نو ہزار صفحات پر مشتمل ہے)، پھر بارہ جلدوں میں ''تفسیر تبیان القرآن'' لکھی (جو تقریباً تیرہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے) اور اس کے بعد سولہ جلدوں میں صحیح البخاری کی شرح ''نعمۃ الباری ونعم الباری'' لکھی (جو تقریباً سولہ ہزار صفحات سے زائد پر مشتمل ہے)، اور اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تفسیر ''تبیان الفرقان'' لکھ رہا ہوں۔

میں ۶ جولائی ۱۹۸۵ھ میں حضرت مفتی اعظم پاکستان کی دعوت پر کراچی وارد ہوا تھا اس وقت میرے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا کہ میں تصنیف وتالیف کا اتنا زیادہ کام کرسکوں گا لیکن حضرت مفتی اعظم پاکستان میرے دل میں لگن پیدا کرتے رہے اور میرے شوق کو ابھارتے رہے اور اس دارالعلوم میں مجھے بے پناہ سہولتیں فراہم کرتے رہے اور ہنوز ان سہولتوں میں مسلسل اضافہ فرمارہے ہیں، اب مجھے اس دارالعلوم میں ۳۰ سال ہو چکے ہیں اور اس تمام عرصہ میں حضرت مفتی اعظم پاکستان کے اخلاص، ان کی محبت اور شفقت میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ روز افزوں اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ انہی کی شفقتوں کا نتیجہ ہے کہ میں نے تصنیف وتالیف کا اتنا اہم کام انجام دیا جس کا میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

نومبر دو ہزار تیرہ (۲۰۱۳ء) میں میری دونوں آنکھوں میں موتیا اتر آیا تھا اور مجھے لکھنے پڑھنے میں سخت دشواری ہو رہی تھی، حضرت مفتی اعظم پاکستان پروفیسر مفتی منیب الرحمن زید مجہم مجھے اپنے ساتھ اختر آئی ہسپتال لے گئے اور وہاں میری آنکھوں کے لیزر آپریشن کا بندوبست کیا، میں اللہ تعالیٰ کا بے حد وحساب شکر ادا کرتا ہوں کہ میری دونوں آنکھوں کا آپریشن کامیاب ہو گیا اور اب میری بینائی پہلے سے بھی زیادہ تیز ہوگئی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے جس طرح اس نے میری آنکھوں کی تکلیف کو دور فرمادیا اس طرح میری دیگر بیماریوں اور تکلیفوں کو بھی دور فرمادے۔

میں نے اپنی زندگی میں ان جیسا صابر وشاکر اور بلند ہمت شخص کوئی اور نہیں دیکھا، اللہ تعالیٰ ان کی ہمت اور قوت میں مزید اضافہ فرمائے اور ان کو تادیر صحت اور سلامتی کے ساتھ قائم رکھے، ان کے فرزند ارجمند صاحبزادہ ضیاء الرحمن علیل ہیں مولیٰ عزوجل ان کو صحت اور شفاء نصیب فرمائے اور اس ناکارہ کو بھی اپنی بیماریوں میں صحت اور شفاء اور کمزوریوں میں طاقت اور توانائی عطا فرمائے اور تبیان الفرقان کو میرے ہاتھوں سے مکمل کرادے۔ آمین۔

(نعم الباری فی شرح صحیح البخاری ج ۱۶ ص ۱۰۲۴، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔ کراچی، جولائی ۲۰۱۴ء)

حضرت مفتی اعظم پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے بہت اعصابی قوت عطا فرمائی ہے اور ان کو دینی مہمات سر کرنے کی بے حد لگن سے نوازا ہے۔ پاکستان میں علمائے اہلسنت کو جہاں بھی اور جب بھی حکومت یا عوام کی طرف سے کوئی مشکل اور دشواری پیش آتی ہے حضرت مفتی اعظم پاکستان بے پناہ کوشش کر کے اور اپنے روابط اور وسائل سے علمائے اہلسنت کے لیے آسانیاں فراہم کرتے ہیں اور ان کی مشکلات دور کرتے ہیں، اسی طرح قومی، ملی اور مذہبی معاملات میں جب کوئی مشکل درپیش ہوتی ہے تو اس کے حل کے لئے اپنی تمام مساعی کو بروئے کار لاتے ہیں۔

حضرت مفتی اعظم برج بینک (Burj Bank) کے شرعی ہیڈ ایڈوائزر ہیں اور جامع مسجد اقصیٰ دستگیر کالونی میں تقریباً ۱۹۷۰ء سے خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اور مفتی سید شجاعت علی قادری کی وفات کے بعد ۱۹۹۳ء سے دارالعلوم نعیمیہ بلاک نمبر ۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی کے مہتمم اور ناظمِ اعلیٰ ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان کی زیرِ نگرانی دارالعلوم نعیمیہ کی دو منزلہ خوبصورت اور پرشکوہ عمارت تعمیر ہو چکی ہے اور اس میں تقریباً ۵۰۰ طلباء زیرِ تعلیم ہیں جس میں تخصص فی الفقہ والافتاء، دورۂ حدیث، موقوف علیہ، حفظ وناظرہ قرآن، تجوید وقرأت، اور کمپیوٹر کی کلاسز جاری ہیں اور تیس (۳۰) کے لگ بھگ ماہر علماء، حفاظ اور قرّاء تعلیم دے رہے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے ہیں،

ان کی مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

(۱) تفسیر سورۃ النساء، (۲) اسلامیات برائے انٹرمیڈیٹ (۳) اسلامیات ڈگری کالج (۴) زکوٰۃ کے مسائل (۵) تفہیم المسائل جلد ۱ تا ۱۰، (۶) آئینۂ ایام ۵ جلدیں، (۷) خلاصۃ التفسیر، اور ہنوز تصنیف وتالیف کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

۲۰ مئی ۲۰۱۴ء کو مفتی اعظم پاکستان کے اکلوتے فرزند ضیاء الرحمن کی وفات ہوگئی، مفتی منیب الرحمن نے اُن کی وفات پر جو آرٹیکل لکھا، اس کی چند سطریں پیش خدمت ہیں:

میرے اکلوتے فرزند ضیاء الرحمن کا منگل: ۲۰ مئی ۲۰۱۴ء کو ۳۶ سال کی عمر میں تقریباً نو بجے شب قضاءِ الٰہی سے وصال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ سرطان (Cancer) کے عارضے میں مبتلا تھے۔ کینسر ایک خطرناک اور مہلک بیماری ہے، میری دعا ہے اللہ عزوجل سب کو اس بیماری سے اپنی عافیت، سلامتی اور حفظ وامان عطا فرمائے۔ طبی زبان میں کینسر کو (Tumour) (ورم یا رَسولی) کہتے ہیں، اس میں گوشت گٹھلی کی شکل اختیار کرتا ہے اور پھر بڑھتا رہتا ہے، اسے کاٹ کر پھینک بھی دیں، تو پھر نشوونما پالیتا ہے اور بہ تدریج پھیلتے پھیلتے جان لے لیتا ہے، تاوقتیکہ اس کو جڑ سے کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ مرض کے پہلے یا دوسرے مرحلے میں اس سے نجات ممکن ہے، تیسرے درجے میں مشکل ترین اور چوتھے درجے میں عملاً ناممکن۔

جب یہ Tumour انسانی وجود کے کسی داخلی حصے یا خلیے (Cell) میں تشکیل پانا شروع ہوتا ہے تو بروقت اس کی تشخیص نہیں ہو پاتی، تاوقتیکہ انسانی وجود کے داخلی نظام کے کسی حصے کو وہ بلاک یا مفلوج کردے یا ناقابلِ کار اور ناقابلِ اصلاح بنادے، وہیں سے مشکلات کا آغاز ہوتا ہے۔

ضیاء الرحمن نے ڈھائی سال تکلیف میں گزارے اور ہمارا سارا خاندان اس دوران اس کرب کے لمحات سے گزرتا رہا۔ ڈاکٹر ادیب رضوی صاحب کی قیادت میں SIUT کی ٹیم نے بہت خیال رکھا، میں نے اُن کے پورے عملے کو جذبۂ خدمت سے سرشار پایا۔ ڈاکٹر الطاف ہاشمی صاحب، ڈاکٹر نجیب نعمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر بابر ملک صاحب اور ان کے پیرامیڈیکل اسٹاف کو ہمدردی میں ڈھلا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے انسانی خدمت کے اس بے لوث جذبے کو قبول فرمائے اور دوسروں کو اس کی تقلید کی سعادت نصیب فرمائے۔

ضیاء الرحمن کی سانس رک کر آرہی تھی، اسے آکسیجن لگائی گئی، ڈاکٹر ادیب رضوی صاحب اپنی ٹیم کے ہمراہ تشریف لائے اور کہا کہ ہم سب خدمت کے لئے موجود ہیں، میں نے عرض کی: اگر قضاءِ الٰہی سے اس کی سانسیں ختم ہیں تو میں اللہ کی قضا پر راضی ہوں۔ میں نے بہت سے لوگوں کو شدید کرب میں Ventilator پر دیکھا ہے، میں اسے اس منظر میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ اس مرحلے میں، میں نے ہاسپیٹل میں اپنے ایک دو دوستوں کے ساتھ باجماعت نمازِ عشاء پڑھی اور فرض کے بعد اللہ عزوجل سے دعا کی: ''اے اللہ! اگر ضیاء الرحمن کی موت مقدر ہے تو اسے اس کے لئے آسان کردے'' پھر سنتیں اور وتر کی نماز پڑھی تو سلام پھیرتے ہی میرے ایک بھتیجے 'محمد جواد' نے بتایا کہ بھائی جان چلے گئے۔ ضیاء الرحمن نے میرے چھوٹے بھائی سیف الرحمن کی گود میں جاں جاں آفرین کے سپرد کردی، وہ سورہ یٰسین پڑھتے رہے، انہوں نے ایک ماہ تک ضیاء الرحمن کی بہت خدمت کی، اللہ تعالیٰ انہیں ماجور فرمائے۔

(زاویۂ نظر، دنیا نیوز، ۳۰ مئی ۲۰۱۴ء، ۳۱ مئی ۲۰۱۴ء، کراچی)

(۶) مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ: علامہ سعیدی صاحب فرماتے ہیں: ان کی عمر مجھ سے دو سال کم ہے اور علم مجھ

سے بہت زیادہ ہے، یہ زمانۂ بندیال میں علامہ صاحب کے کلاس فیلو تھے، انہوں نے متعدد دینی کتب تصنیف کی ہیں جن میں (الف) یادِ اعلیٰ حضرت (ب) نعرۂ رسالت (ج) البریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ (د) مقدمہ دلائل الخیرات (ہ) عظمتوں کے پاسباں (و) نور نور چہرے (ز) پکارو یا رسول اللہ (ح) العقائد والمسائل اور قرآن مجید کا ترجمہ ہے۔

(۷) مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی: (ایم۔اے، ایل ایل بی، بی ایڈ، فاضل علوم شرقیہ)۔ ۱۹۸۷ء میں علامہ سعیدی صاحب کی مشہورِ زمانہ کتاب شرح صحیح مسلم کی مکمل پروف ریڈنگ کی، اس کے بعد جب علامہ سعیدی نے تفسیر ''تبیان القرآن'' کی تصنیف شروع کی تو اس کی ابتدائی ۹ جلدوں کی پروف ریڈنگ کی۔

حافظ محمد ابراہیم فیضی کی تصانیف: (۱) رسول اللہ ﷺ کا حسنِ تبسم (۲) ناموں کے بارے میں اسوۂ رسول ﷺ (۳) حیاتِ طیبہ مسند امام احمد بن حنبل کی احادیث کی روشنی میں (۴) سیرتِ طیبہ صحاحِ ستہ کی روشنی میں۔ (۵) التراتیب الاداریہ (جلد اول و دوم کا ترجمہ)۔

علامہ محمد ابراہیم فیضی صاحب فرماتے ہیں کہ ۲۰۱۱ء میں جب علامہ سعیدی صاحب کا دماغ سکڑ گیا تھا اور علامہ سعیدی علمی اور دماغی کام کرنے سے معذور ہو گئے تھے حتیٰ کہ نعمۃ الباری کو لکھنا چھوڑ دیا تھا اور نعمۃ الباری کی آٹھویں جلد کا کام انہوں نے اپنے شاگردِ رشید مولانا محمد اسماعیل نورانی کے سپرد کر دیا تھا، اس وقت میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: یا اللہ! علامہ سعیدی صاحب کی بیماری مجھے دے دے تاکہ ان کے علمی کام میں حرج نہ ہو، سو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی، علامہ سعیدی صاحب تو روبہ صحت ہو گئے اور انہوں نے پھر سے نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری کو لکھنا شروع کر دیا اور اب میرا دماغ سُن ہو گیا ہے، لکھنے کے لیے سوچنا پڑتا ہے اور جب دماغ سے سوچتا ہوں تو طبیعت نڈھال ہو جاتی ہے، اسی کارن اب کراچی سے رہائش چھوڑ کر اپنے گاؤں ملتان میں شفٹ ہو گیا ہوں۔ علامہ سعیدی صاحب دعا کرتے ہیں کہ اے بارِ الٰہ! جس طرح آپ نے میرے دماغ کی کارکردگی بحال فرما دی ہے، اسی طرح سے علامہ محمد ابراہیم فیضی صاحب کے دماغ کی کارکردگی کو بھی فعال فرما دیں تاکہ وہ اسی طرح تن دہی سے تصنیف و تالیف کا کام انجام دیتے رہیں۔ (آمین)

(۸) مولانا حافظ عبد المجید (برسٹل، برطانیہ): حافظ عبد المجید صاحب کی پیدائش تقریباً ۱۹۶۱ء میں میانوالی کے ایک گاؤں ۱۲۰ میں ہوئی، انہوں نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی، پھر شرقپور شریف میں درسِ نظامی کا مروّجہ نصاب پڑھا، قاری یوسف صدیقی صاحب سے جامعہ صدیقیہ لاہور میں تجوید و قرأت کی تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۸۲ء میں برطانیہ چلے گئے اور تادمِ تحریر برسٹل برطانیہ میں مقیم ہیں۔

علامہ حافظ عبد المجید صاحب نے برسٹل میں ''اسلامک انفارمیشن سنٹر'' قائم کیا جس میں اسکول، کالجز، یونیورسٹی اور لوکل کمیونٹی کے نوجوانوں کو اسلام کے متعلق معلومات فراہم کی جاتی ہیں، مسلمز اور غیر مسلمز کو اسلامی معلومات مہیا کی جاتی ہیں، یونیورسٹی کے نوجوانوں کو قرآنِ مجید کا ترجمہ اور تفسیر پڑھائی جاتی ہے۔

مولانا حافظ عبد المجید صاحب نے لے ہیل (Ley Hell) جیل کے اندر دس سال خطابت کے فرائض انجام دیئے اور وہاں پر اسلامی تبلیغ کا کام انجام دیا اور سینکڑوں لوگوں کو مسلمان کیا۔ علامہ سعیدی صاحب نے ۱۹۹۰ء میں جب برسٹل کی جیل کا دورہ کیا تو وہاں حافظ عبد المجید صاحب نے علامہ سعیدی صاحب کی قیدیوں سے ملاقات کرائی اور علامہ سعیدی صاحب نے اُن قیدیوں

سے اسلام کے بارے میں گفتگو فرمائی۔

حافظ عبدالمجید صاحب ۲۰۰۷ء لے کر اب تک ''نور ٹی وی برمنگھم'' سے ازالہ شبہات کے عنوان سے ''فہم القرآن'' کا پروگرام ٹیلی کاسٹ کرتے ہیں، یہ پروگرام ہنوز جاری ہے، اسی چینل سے ان کی صاحبزادی سعدیہ میمونہ ۲۰۰۷ء سے اب تک ''اسلام کیا'' کے عنوان سے انگلش میں ایک ڈبیٹ کی صورت میں پروگرام ٹیلی کاسٹ کررہی ہیں۔

حافظ عبدالمجید صاحب نے برسٹل کی جامع مسجد میں خطابات کئے ہیں اور ابرڈیر (Aber Dare) جیل میں ۲۰۰۱ء سے اب تک خطاب فرماتے ہیں، نیز برطانیہ کے صوبے ویلز (Wales) میں ان کے متعدد بار خطابات ہوئے ہیں، علاوہ ازیں امریکا، ساؤتھ امریکا، ناروے اور یورپ کے متعدد ممالک میں تبلیغ اسلام کے لیے دورے کرتے ہیں۔

مولانا حافظ عبدالمجید کی تصانیف درج ذیل ہیں:

(1) What Do Muslims Believe? (2) Meaning of Ayat al-Kursi (3) The Rulings of Ramadan (4) The History of Karbala

(5) Principles of Dawah (6) Traditional Scholarship & Modern Misunderstandings: Understanding The Ahle al-Sunnah

(7) Erasing the Accusation of Shirk: A CONVERSATION WITH A KHARAJITE

۱۹۸۹ء میں حافظ عبدالمجید صاحب نے شرح صحیح مسلم کی چوتھی جلد کا مطالعہ کیا اور یوں وہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب سے متعارف ہوئے، انہوں نے ٹیلی فون پر برطانیہ سے پاکستان فون کرکے علامہ سعیدی صاحب سے متعدد پیش آمدہ دینی مسائل اور مشکلات کا حل جاننے کے لیے طویل گفتگو کی اور جب ستمبر ۱۹۹۰ء میں علامہ سعیدی صاحب برطانیہ تشریف لے گئے تو اُن سے ملاقات کرنے کے لیے بریڈفورڈ آئے اور پھر اکتوبر میں ان کو اپنے ساتھ برسٹل لے گئے اور دو تین دن وہاں مہمان رکھا اور علامہ سعیدی صاحب کا خطاب کرایا، اس وقت سے حافظ عبدالمجید کا علامہ سعیدی صاحب کے ساتھ محبت آمیز علمی تعلق قائم ہے اور اب تک وہ گاہے بگاہے سیل فون (Cell Phone) پر اور سمارٹ فون (Smart Phone) پر اور اسکائپ (Skype) کے ذریعے رابطہ رکھتے ہیں اور علمی مسائل میں تبادلۂ خیال کرتے ہیں، علامہ سعیدی صاحب نے تفسیر تبیان القرآن، نعم الباری میں کئی بار ان کے مشوروں سے استفادہ کرکے اپنی کتابوں میں ان کی قیمتی آراء کو درج کیا ہے۔ ۲۰۰۱ء سے ۲۰۱۴ء تک متعدد بار علامہ سعیدی صاحب سے ملاقات کے لیے پاکستان تشریف لا چکے ہیں۔

(۹) حضرت علامہ محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب دام ظلہ: اکیس نومبر 1951ء میں ضلع سرگودھا کی تحصیل بھیرہ شریف کے ایک علمی، روحانی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ شریف میں ہی حاصل کی۔ اس کے بعد ایف ایس سی اور بی اے تک تعلیم حاصل کی۔

چونکہ آپ کا تعلق ایک علمی اور روحانی گھرانے سے تھا اور عظیم شخصیات اور بزرگوں سے نسبت کا شرف بھی حاصل تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کا برکتوں والا نام ''محمد حفیظ البرکات شاہ'' خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا اور خیر و برکت کی دعاؤں

سے نوازا۔ (علامہ سعیدی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے جامعہ نعیمیہ لاہور کے ایک پروگرام ''یوم صدر الافاضل'' میں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ سے اُن کے خطاب میں سنا کہ جب میں اپنی شادی کے بعد جامعۃ الازہر میں داخلہ سے پہلے حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ سے اجازت لینے کے لیے گیا اور بتایا کہ میری شادی ہو چکی ہے تو حضرت نے دعا دی کہ '' اللہ آپ کو امین الحسنات بنائے'' بعد میں معلوم ہوا کہ میرا ایک فرزند تولد ہوا اور اس کا نام امین الحسنات رکھا گیا، ایک سال کے بعد میں پاکستان آیا اور پھر دوبارہ جامعۃ الازہر جانے کے لیے حضرت صدر الافاضل سے اجازت طلب کی تو حضرت نے فرمایا: ''اللہ آپ کو حفیظ البرکات فرمائے'' مصر جانے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میرا دوسرا فرزند متولد ہوا اور گھر والوں نے اس کا نام حفیظ البرکات رکھا، یہ حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ العزیز کی روشن کرامت ہے)۔

دین اسلام کی خدمت کے جذبہ سے سرشار اور لگن کا ہی اثر تھا کہ حضرت حفیظ البرکات شاہ صاحب کو یکم جنوری 1981ء میں ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' پر خدمت کے فرائض سرانجام دینے کا شرف بخشا گیا۔

آپ کے والد محترم مفسر قرآن عظیم سیرت نگار جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ کی ڈیوٹی ادارہ ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' پر لگائی تو آپ کو نصیحت فرمائی کہ ہمیشہ اہلسنّت وجماعت کے اشاعتی کاموں کو ترویج دیتے رہنا۔

الحمدللہ! حضرت حفیظ البرکات شاہ مدظلہٗ نے اس نصیحت پر عمل کیا اور اپنی ساری زندگی اس مقصد کے حصول میں صرف کر دی اور اس کے علاوہ کوئی اور کاروبار نہ کیا۔ عشق مصطفیٰ اور اطاعت خدا کا عالم یہ تھا کہ آپ نے انتہائی نوجوانی کے عالم میں ہی حج کا فریضہ ادا کیا۔

شاہ صاحب کا اپنے مشن میں کامیاب ہونے کا بیّن ثبوت اس امر سے واضح ہو جاتا ہے کہ جب آپ نے ادارہ کا چارج سنبھالا تو اس وقت صرف تفسیر ضیاء القرآن اور سنت خیر الانام جیسی چند کتب ادارہ کا سرمایہ تھیں لیکن الحمدللہ اب شاہ صاحب کی انتھک محنت اور دن رات کی عرق ریزی کا نتیجہ ہے کہ ادارہ کی طرف سے اس وقت تفاسیری کارناموں میں تفسیر درمنثور، تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری، تفسیر قرطبی کے تراجم اور ان کے علاوہ بہت سی دیگر کتب قارئین کی نذر کی گئی ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کی اشاعت بھی بڑی دیدہ زیب کتابت مضبوط جلدوں اور اعلیٰ کاغذ پر چھاپ کر امت مسلمہ کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہیں ہیں۔

دنیاء اسلام کے عظیم مفسر علامہ غلام رسول سعیدی دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف کردہ ''نعم الباری شرح بخاری'' کی 9 جلدیں اور اس کے علاوہ دیگر تصانیف بھی طبع کرا چکے ہیں اور اب قرآن کریم کی تفسیر ''تبیان الفرقان'' لکھی جا رہی ہے اس کو بھی قارئین کی نذر کرنے کا شرف ادارہ کو حاصل ہو رہا ہے۔ یہ سب شاہ صاحب کے اخلاص اور قبلہ پیر صاحب کی دعاؤں کا ثمر ہے کہ اس وقت ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' کا نام عظیم اشاعتی اداروں میں سرفہرست ہے۔

چیئرمین ادارہ پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب کے ارشاد پر حضرت حفیظ البرکات شاہ صاحب نے ادارہ کی چند ذمہ داریاں اپنے لخت جگر ''احمد سلمان شاہ'' کے سپرد کر دی ہیں تا کہ وہ اس ادارہ کو اسی اخلاص ومحبت کے ساتھ کامیابی کے سفر پر جاری رکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو قیامت تک شاد وآباد رکھے۔ آمین

(۱۰) استاذ العلماء علامہ محمد حسن حقانی اشرفی علیہ الرحمہ: (پرنسپل جامعہ انوار القرآن گلشن اقبال کراچی)، علامہ سعیدی صاحب

کے طالب علمی کے زمانہ سے شناسا اور رفیق تھے۔ ۱۷ جمادی الاخری ۱۴۳۰ھ/۱۱ جون ۲۰۰۹ء میں آپ کا وصال ہوگیا۔

(۱۱) صاحبزادہ سید جمال الدین کاظمی (مہتمم قمرالعلوم فریدیہ رضویہ، ماڑی پور کراچی): یہ علامہ صاحب کے بہت مخلص اور معاون تھے اور علامہ صاحب کی ضرورت کی کتابیں اکثر و بیشتر فراہم کرتے تھے۔ موصوف شوگر کے مریض تھے، اخیر عمر میں انہیں جگر کا "سُرُوس" ہوگیا تھا، ۱۹۹۹ء میں ان کا وصال ہوگیا، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں۔

(۱۲) حافظ محمد اکرم ساجد: ۶ جون ۱۹۷۶ ضلع نارووال میں پیدا ہوئے، (ایم اے عربی، ایم ۔فل اسلامیات، پی ایچ ڈی اسلامیات، فاضل درسِ نظامی۔ انہوں نے ۲۰۰۱ء میں دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ سے سندِ فراغت حاصل کی۔ آج کل گورنمنٹ دیال سنگھ کالج لاہور کے شعبہ عربی میں لیکچرر ہیں۔ انہوں نے تفسیر "تبیان القرآن" کی آخری تین جلدوں کی پروف ریڈنگ کی اور "تبیان القرآن" کے نئے ایڈیشن کی پہلی جلد کی پروف ریڈنگ کی، اس کے علاوہ "توضیح البیان" اور "تذکرۃ المحدثین" کی پروف ریڈنگ کی، یہ کتابیں فرید بک اسٹال لاہور سے شائع ہوچکی ہیں۔ اس کے علاوہ مکمل "نعمۃ الباری" اور "نعم الباری" کی پروف ریڈنگ کی اور اب "تبیان الفرقان" کی پروف ریڈنگ کررہے ہیں۔

حافظ محمد اکرم ساجد کی تصانیف: (۱) تجلیاتِ ضیاء الامت (۲) ارشاداتِ ضیاء الامت (۳) ملفوظاتِ ضیاء الامت (۴) گلدستۂ رمضان (۵) گلشنِ پیر سیال۔

(۱۳) سید عمیر الحسن برنی: ۲۳ جولائی ۱۹۷۸ء میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ ہیومن ریسورس مینجمنٹ میں ماسٹر کیا ہے اور پبلک ایڈمنسٹریشن میں ماسٹر کیا ہے، مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم میں اسپیشلائزیشن کیا ہے، اس کے علاوہ پاکستان امریکن کلچرل سنٹر سے انگلش لینگویج میں ایڈوانس کورس کیا ہے اور پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ سید عمیر الحسن برنی صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں اور صاحبِ ترتیب ہیں، یعنی بلوغت کے بعد کبھی اکٹھی پانچ نمازیں قضاء نہیں ہوئیں۔ ۱۹۹۷ء سے کراچی ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں تاہنوز ملازمت کر رہے ہیں اور اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے عہدہ پر فائز ہیں۔

سید عمیر الحسن برنی علامہ سعیدی صاحب کے بہت محب، مخلص اور خدمت گار ہیں۔ ۱۹۹۲ء سے علامہ سعیدی صاحب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ علامہ سعیدی صاحب کی "نعمۃ الباری" کی تمام مجلدات کے مسوّدہ کو انہوں نے بہ غور پڑھا اور کریکشن (Correction) کی، اور اب تفسیر تبیان الفرقان کے مسوّدہ کو باقاعدگی سے پڑھ رہے ہیں۔ علامہ سعیدی صاحب کے بتائے ہوئے ہر کام کو بے حد سعادت سمجھتے ہوئے انجام دیتے ہیں اور اُن کی خدمت پر کمربستہ رہتے ہیں۔

(۱۴) محترم الحاج محمد شفیق قریشی: ۱۹۷۵ء میں کراچی میں پیدائش ہوئی، انٹرمیڈیٹ تک تعلیم حاصل کی۔ بنگلوز کی کنسٹرکشن کرتے ہیں، اکتوبر ۲۰۰۰ء سے علامہ سعیدی صاحب کے ساتھ وابستہ ہیں، شروع میں علامہ سعیدی صاحب ان کی طرف التفات نہیں کرتے تھے اور ان کو جھڑک کر بھگا دیتے تھے، پھر انہوں نے درج ذیل حدیث پڑھی:

عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی ﷺ، فقال: ادع اللہ ان یعافینی، قال: ان شئت دعوت لک، وان شئت اخرت ذاک فھو خیر، فقال: ادعہ، فامرہ ان یتوضا، فیحسن وضوءہ، ویصلی رکعتین، ویدعو بھذا الدعاء:

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا مرد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: آپ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھوں کو ٹھیک فرما دیں، آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کر دوں اور اگر تم چاہو تو میں اس معاملہ کو مؤخر کر دوں وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہوگا،

اللھم انی اسألک، واوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ، یا محمد، انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ، فتقضی لی، اللھم شفعہ فی۔

اس مرد نے عرض کیا کہ آپ میرے لیے دعا کر دیں، پس آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ وضو کرے، سو اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے، پھر یہ دعا کرے: ''اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کے نبی محمد نبی الرحمۃ کے واسطہ سے آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد! بے شک میں آپ کے سبب سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوا ہوں، تاکہ میرا رب میری حاجت پوری فرما دیں، اے اللہ! آپ (سیدنا) محمد (ﷺ) کی شفاعت کو میرے متعلق قبول فرمائیں۔

(مسند احمد: ۱۷۲۴۰، مسند عبد بن حمید: ۳۷۹، سنن ترمذی: ۳۵۷۸، سنن نسائی فی الکبریٰ: ۱۰۴۹۵، عمل الیوم واللیلۃ: ۹۵۹، سنن ابن ماجہ: ۱۳۸۵، صحیح ابن خزیمہ: ۱۲۱۹، المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۳۱۳، ۵۱۹، معجم الکبیر للطبرانی: ۸۳۱۱، موسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۴۱۹ھ)

الحاج محمد شفیق قریشی کہتے ہیں کہ پھر میں نے بھی دو رکعت نماز پڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے یہ دعا کی کہ یا اللہ! علامہ سعیدی صاحب کے دل میں میری محبت ڈال دیں اور وہ مجھ کو کمرے سے بھگایا نہ کریں، سو یہ دعا قبول ہو گئی اور اس کے بعد سے میں علامہ سعیدی صاحب کی خدمت میں حاضر رہتا ہوں اور وہ مجھ سے بہت محبت اور التفات فرماتے ہیں۔

الحاج محمد شفیق قریشی کا تعلق کراچی کے متمول گھرانے سے ہے اور بنگلوں کی تعمیرات کا کام بہت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ علامہ سعیدی صاحب کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں، علامہ سعیدی صاحب نے جہاں بھی جانا ہو تو وہ گاڑی لے کر ان کے پاس آ جاتے ہیں اور انہیں پہنچاتے ہیں، ہر جمعرات کو علامہ سعیدی صاحب کو لے کر ان کی والدہ کی قبر پر پہنچاتے تھے، ایک مرتبہ علامہ سعیدی صاحب نے اُن سے کہا کہ تم صبح کی نماز سے پہلے آ جانا وہاں سے ہم نے صبح PC ہوٹل میں ناشتہ کے لیے جانا ہے تو محمد شفیق قریشی رات بھر نہیں سوئے، اپنی بیگم کو بھی جگائے رکھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھ لگ جائے اور میں صبح سویرے علامہ صاحب کی خدمت میں نہ پہنچ سکوں، سو صبح کی نماز سے پہلے شفیق صاحب علامہ سعیدی صاحب کے پاس پہنچ گئے اور علامہ صاحب کے پاس ہی صبح کی نماز پڑھی اور وہیں سے سید عمیر الحسن برنی، مفتی محمد اسماعیل نورانی اور شفیق الرحمن القادری کے ساتھ PC ہوٹل کے لیے روانہ ہو گئے۔

(۱۵) نجیب الدین شیخ: ہندوستان کے مشہور شہر بمبئی کے مضافات میں ''وینگورلا'' میں ۱۹۵۵ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں

پاکستان کے شہر کراچی میں منتقل ہو گئے، مختلف کاروبار میں مشغول رہے۔ ۱۹۹۵ء سے دار العلوم نعیمیہ سے وابستہ ہیں اور حضرت مفتی اعظم پاکستان علامہ منیب الرحمن کے عقیدت مندوں میں سے ہیں اور انہی کی وساطت سے علامہ غلام رسول سعیدی صاحب سے متعارف ہوئے اور تادم تحریر ان دونوں حضرات سے محبت کا تعلق قائم ہے۔

(۱۶) محمد شمیم خان: جولائی ۱۹۵۵ء میں کراچی میں پیدا ہوئے، والد بزرگوار کا تعلق ہندوستان کے شہر آگرہ سے تھا۔ محمد شمیم خان اکنامکس میں ماسٹر ہیں اور وکالت میں ایل ایل بی ہیں، کمپیوٹر سائنس میں MCP کیا ہے، تقریباً ساری دنیا گھومی ہے، ۱۹۹۹ء میں علامہ سعیدی صاحب سے تعلق پیدا ہوا۔ علامہ سعیدی صاحب بیان کرتے ہیں کہ یوں تو محترم محمد شمیم خان صاحب کے مجھ پر بہت احسانات ہیں، سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ۷ اگست ۲۰۰۳ء کی شب جب میری والدہ محترمہ شفیق فاطمہ کی وفات ہوئی تو اس رات محترم محمد شمیم خان میرے ساتھ رہے، میں اپنی بہن شمیم اختر کو والدہ کی وفات کی خبر دینا چاہتا تھا، وہ بفرزون میں رہتی تھیں، میں محترم محمد شمیم خان کے ساتھ ان کا گھر ڈھونڈنے نکلا، تلاش بسیار کے بعد ان کا گھر ملا، ان کو اطلاع دی اور پھر واپس اپنی بڑی بہن شمیم اختر کو لے کر اپنی چھوٹی بہن صبیحہ کے گھر پہنچا جہاں امی کی ڈیڈ باڈی تھی، وہاں سے امی کی ڈیڈ باڈی کو لے کر ہم ایدھی سنٹر گئے اور وہاں امی کی ڈیڈ باڈی کو رکھوایا، ان تمام انتظامات میں محترم محمد شمیم خان میرے ساتھ تھے، ہم عشاء کے بعد سے لے کر ساری رات اس کارروائی میں مصروف رہے، اللہ تعالیٰ محترم محمد شمیم خان صاحب کو اجرِ عظیم عطاء فرمائے، جس طرح انہوں نے اس مصیبت کے وقت میں میری مدد فرمائی۔

(۱۷) استاذ العلماء مولانا حافظ غلام محمد سیالوی: ۱۹۹۷ء اور ۲۰۰۱ء میں دو مرتبہ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن رہے ہیں، بیت المال پاکستان کے چیئرمین رہے ہیں، مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کے رکن ہیں اور جامعہ شمس العلوم کراچی کے مہتمم ہیں، متعدد مرتبہ تبلیغ اسلام کے لیے ساؤتھ افریقہ اور برطانیہ جاتے رہے ہیں۔ حضرت علامہ سعیدی صاحب کے دیرینہ رفیق ہیں، طالب علمی کے دور سے ان کے ساتھ دوستی کا تعلق رہا اور ہنوز قائم ہے۔ شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن کی تصنیف کے دوران حضرت علامہ صاحب کو جن کتابوں کی ضرورت ہوتی تھی، وہ اُن کو شمس العلوم کی لائبریری سے فراہم کرتے تھے۔

(۱۸) حضرت مفتی محمد اطہر نعیمی مدظلہ: صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ اور تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی رحمہ اللہ کے خاص شاگرد ہیں، ۱۹۲۷ء میں بھارت کے شہر مراد آباد میں پیدا ہوئے، اور تقسیم برصغیر کے بعد کراچی میں وارد ہوئے، اور مفتی محمد عمر نعیمی رحمہ اللہ کے قائم کردہ مدرسہ ''مخزن العلوم'' میں پڑھاتے رہے، بعد ازاں دار العلوم نعیمیہ میں پڑھانا شروع کیا اور تادمِ تحریر دار العلوم نعیمیہ میں افتاء کی خدمات انجام دے رہے ہیں، اس پیرانہ سالی میں جب کہ کمر خم ہو چکی ہے پھر بھی تقریباً روزانہ دار العلوم نعیمیہ تشریف لاتے ہیں، انتہائی صحت، عزم اور حوصلہ کے مالک ہیں، عرصۂ دراز سے جامع مسجد آرام باغ میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان کے پہلے رُکن رہے بعد میں اس کے چیئرمین نامزد ہوئے، متعدد مرتبہ حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کی، ''معارج النبوۃ'' کا ترجمہ لکھا جو شائع ہو چکا ہے۔

(۱۹) حضرت جمیل العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ: ان کی پیدائش ۱۹۳۶ء میں ہوئی، جب علامہ سعیدی صاحب نے پڑھنا شروع نہیں کیا تھا، اس وقت بھی مولانا جمیل احمد نعیمی کراچی میں خطابات کرتے تھے اور علامہ سعیدی صاحب بتاتے ہیں کہ انہوں

نے کراچی کی گلیوں میں دریوں پر بیٹھ کر ان کی تقریریں سنی ہیں۔

(۲۰) مولانا اقبال حسین نعیمی علیہ الرحمہ: دار العلوم نعیمیہ میں ناظمِ مطبخ تھے، علامہ سعیدی صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے، مارچ ۲۰۰۳ء میں ان کی وفات ہوگئی۔

(۲۱) قاری جان محمد: یہ علامہ صاحب کے زمانۂ طالب علمی کے بے تکلف دوستوں میں سے ہیں، جب علامہ صاحب جامعہ نعیمیہ لاہور میں تھے، وہاں بھی ملاقات کے لیے آتے تھے اور اب جب دار العلوم نعیمیہ کراچی میں آگئے تو یہاں بھی ملاقات کے لیے آتے رہے، ۲۰۱۲ء میں وہ حضرت علامہ صاحب سے ملاقات کے لیے آئے تو نصیحت کی: ''اب تم یہ کتابیں لکھنا چھوڑو، اللہ کو یاد کرو اور توبہ تااللہ کرو'' اس ملاقات کے بعد اُن سے کوئی رابطہ نہیں ہوا۔

(۲۲) مولانا اکرام حسین سیالوی مدظلہٗ: ۲ فروری ۱۹۴۷ء کو چکوال میں پیدا ہوئے، ۱۹۶۳ء میں کراچی تشریف لائے، دار العلوم امجدیہ میں دورۂ حدیث شریف پڑھا، ۱۹۷۳ء میں جب سے شمس العلوم قائم ہوا وہیں پر ہیں، ۱۹۸۰ء سے ۲۰۱۴ء تک جامع مسجد ''سُرُور'' کی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے رہے اور تادمِ تحریر شمس العلوم کراچی میں انتظام وانصرام کے فرائض انجام دے رہے ہیں، آج کل علیل ہیں اور امامت وخطابت کو چھوڑا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کے ساتھ عمرِ طویل عطاء فرمائیں۔

(۲۳) مولانا مختار احمد: (مینیجر ضیاء القرآن پبلی کیشنز کراچی)۔ ۳ دسمبر ۱۹۷۰ء کو پنجاب میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کی تعلیم گورنمنٹ ہائی اسکول بھیرہ سے حاصل کی۔ میٹرک کے بعد ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' سے وابستہ ہوئے اور تادمِ تحریر اسی ادارہ سے منسلک ہیں۔

(۲۴) ڈاکٹر خالد اعوان (آئی اسپیشلسٹ، امریکا): (۲۳) ڈاکٹر شہرام ملک (جنرل فزیشن، امریکا): اور (۲۴) ڈاکٹر ارشد بھٹی (نیورو سرجن، امریکا): یہ تینوں ڈاکٹرز دس پندرہ سال سے علامہ صاحب سے مسلسل رابطہ رکھتے ہیں اور اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ ان کی خدمت میں کمربستہ رہتے ہیں۔

حج اکبر کا شرف

عوام میں یہ مشہور ہے کہ جب ۹ ذی الحجہ جمعہ کے دن ہو تو اس حج کو ''حج اکبر'' کہتے ہیں، لیکن اس میں بھی دو آراء ہیں، چنانچہ علامہ سعیدی صاحب نے شرح صحیح مسلم میں حج اکبر کے اس تصور کو احادیثِ صحیحہ اور اکابر فقہائے اسلام کے اقوال کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ:

''جس سال نبی ﷺ نے حج کیا اس سال یومِ عرفہ، جمعہ کے دن تھا اور اس حج کے بارے میں نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ حج اکبر ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کو بھی حج اکبر کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا اور ۱۹۹۴ء میں آپ حج اکبر کی سعادتِ عظمٰی سے مشرف ہوئے۔

مومن نیکیوں میں حریص ہوتا ہے اور یہی شان ہمیں سعیدی صاحب کی شخصیت اور افکار میں نظر آتی ہے، آپ پیدل حج

کرنے کا ارادہ رکھتے تھے کہ ہر قدم پر حرم شریف کی سات سونیکیوں کا اجر حاصل کر سکیں، لیکن کمر کے درد کی وجہ سے اس خواہش کو پورا نہ کر سکے۔ لہٰذا ''نعمۃ الباری جلد سوم کی حدیث نمبر ۱۵۱۴'' کی شرح میں آپ نے سواری پر حج اور پیدل حج کرنے کی فضیلت پر احادیث کی روشنی میں بحث کی ہے، چنانچہ ثابت ہوا کہ سواری پر حج کرنا زیادہ افضل ہے، اس بحث کے آخر میں رقم کرتے ہیں:

''میں پیدل حج کر کے ہر قدم پر حرم شریف کی سات سونیکیوں کا اجر حاصل نہیں کر سکا۔ اس چیز کا مجھے بہت قلق رہتا تھا۔ لیکن آج ان سطور کو لکھتے وقت میں سوچ رہا ہوں کیا ہوا جو میں نے پیدل حج نہیں کیا، میں نے سواری پر سوار ہو کر حج کیا اور رسول پاک ﷺ کی سنت کو پا لیا اور سواری کے کرائے میں جو میں نے رقم خرچ کی تو ایک حدیث کے مطابق مجھے ایک روپے کے مقابلہ میں دس لاکھ روپے راہ خدا میں خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔ سو اس بحث کو لکھتے وقت پیدل حج نہ کرنے کی وجہ سے مجھے چودہ سال سے جو ملال تھا، وہ آج جاتا رہا۔ (یہ سطور ۲۰ رجب ۱۴۲۸ھ/ ۵ اگست ۲۰۰۷ کو لکھی گئی ہیں)۔

(نعمۃ الباری ج ۳ ص ۷۷۳۔ ۷۷۴، فرید بک اسٹال لاہور)

علامہ سعیدی صاحب کا اپنے اساتذہ گرامی کو خراجِ تحسین

علامہ سعیدی صاحب اپنے اساتذہ کے ساتھ انتہائی قلبی لگاؤ اور ادب و احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی شخصیات اور خدمات کا اپنی تحریروں میں جا بجا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اسی انسیت اور محبت کی وجہ سے اپنی کتابوں کو انہی مبارک ہستیوں سے منسوب کرتے ہوئے کچھ اس طرح ذکر کرتے ہیں:

''بگرامی خدمت استاذی و استاذ العلماء فخر المحققین مولانا عطاء محمد چشتی (بندیال) جن کی شفقت کو میں آج تک نہیں بھلا سکا۔ جن کے فیضان نظر سے نجانے کتنے ذرے آسمان علم پر چمکے اور چھا گئے، جن کی تعلیم و تربیت نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں کچھ پڑھ سکوں، پڑھا سکوں اور لکھ سکوں۔ آج بھی جسے علم کی واقعی پیاس ہوتی ہے وہ انہی کے چشمۂ فیض تک پہنچتا ہے۔ (مقالاتِ سعیدی ص ۱۶)

اپنے پیر و مرشد، غزالیٔ زماں کے بارے میں اپنے دلی لگاؤ کا کچھ یوں اظہار کرتے ہیں:

''حضرت غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ کے نام جن کی ساری زندگی اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ علم حدیث کی خدمت میں گزر گئی۔ مستقبل کا مؤرخ جب بھی چودھویں صدی کے محدثین کا تذکرہ لکھے گا تو وہ آپ کے ذکر کے بغیر نا تمام رہے گا۔ میں اس تذکرۃ المحدثین کو محدث اعظم حضرت علامہ احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کے نام سے معنون کرتا ہوں''۔ (تذکرۃ المحدثین ص ۳)

اپنے پہلے استاذ حافظ عبد المجید اویسی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''میں اپنی اس تالیف کو سب سے پہلے استاذ حضرت علامہ مولانا حافظ عبد المجید اویسی کی خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو میرے سب سے پہلے استاذ ہیں جن کی بے پناہ شفقتوں سے میں علم دین کو کما حقہ حاصل کرنے کے قابل ہوا۔ آج جب بھی ان کا اندازِ لطف و کرم یاد آتا ہے تو آنکھیں پر نم ہو جاتی ہیں''۔ (مقامِ ولایت و نبوت ص ۵)

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے تلامذہ

(۱) سید محمد اشرف (Norway) ۱۹۶۴ء میں شرق پور شریف کے ایک گاؤں چک نمبر ۲۱ ضلع شیخوپورہ میں پیدائش ہوئی،

ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد ۱۹۷۸ء میں جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں داخلہ لیا۔علامہ غلام رسول سعیدی صاحب سے شرح تہذیب، قطبی و میر قطبی، میرزاہد ملا جلال پڑھیں۔ بعدازاں فاضلِ عربی، ایم اے عربی، ایم اے اسلامک اسٹڈیز، ایم اے اردو، MOL(Master of Orintal Languages) میں پنجاب یونیورسٹی سے گولڈ میڈل حاصل کیا، نومبر ۱۹۹۴ء سے ۱۹۹۷ء تک کوپن ہیگن (Copen Hagen Denmark) میں بہ طورِ استاذ وخطیب خدمات انجام دیں، ۱۹۹۷ء سے ۲۰۰۲ تک Finland Helsinki کے The Finnish Islamic Center میں خدمات انجام دیں۔ وزارتِ تعلیم فن لینڈ میں بہ طورِ اردو استاذ کے چار سال خدمات انجام دیں، ۲۰۰۲ء سے ۲۰۰۵ء تک دوبارہ ڈنمارک میں Muslim Cultural Institute of Copen Hagen میں چار سال خدمات انجام دیں۔ ۲۰۰۵ء سے تا حال النور اسلامک سینٹر (اوسلو، ناروے) میں بہ طورِ استاذ، خطیب و امام خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ۱۹۸۶ء سے ۱۹۹۴ء تک جامعہ نعیمیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اور ناظم تعلیمات رہے۔

(۲) ڈاکٹر سید جمیل الرحمن شاہ صاحب: ان کے والد سید محمد شفیع بخاری دہلوی سلسلہ چشتیہ صابریہ کے مشہور و معروف پیشوا تھے، انہوں نے بے شمار لوگوں کو شرفِ بیعت سے نوازا، چشتی آباد شریف کامونکی میں ان کا مزار پرانوار ہے۔

۱۹۵۱ء میں ڈاکٹر سید جمیل الرحمن کی کامونکی میں ولادت ہوئی، انہوں نے جامعہ اسلامیہ بہاول پور اور جامعہ نعیمیہ لاہور میں درسِ نظامی کی تکمیل کی، انہوں نے دو مرتبہ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب سے دورۂ حدیث شریف کی کتابیں پڑھیں، پہلی مرتبہ ۱۹۷۵ء میں اور دوسری مرتبہ ۱۹۷۶ء میں۔ ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ گورنمنٹ کالج لاہور اور گورنمنٹ کالج کامونکی میں تدریس فرماتے رہے، ۲۰۱۱ء میں ریٹائر ہو گئے۔ ان کی تصنیفات میں (۱) ''غایۃ الحواشی حاشیہ شرح وقایہ'' (۲) تذکرہ اولیائے چشت (۳) شجرۂ طریقت مشہور اور معروف ہیں۔ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۴ء تک جامعہ نعیمیہ لاہور میں تدریس فرماتے رہے اور آج کل جامعہ چشتیہ کامونکی میں تدریس فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پانچ مرتبہ حج بیت اللہ کا شرف عطا فرمایا اور سولہ مرتبہ عمرہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔

(۳) صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن محبوبی (بریڈ فورڈ، برطانیہ): انہوں نے حضرت علامہ سعیدی صاحب سے ۱۹۷۶ء میں دورہ حدیث شریف کی کتابیں پڑھیں۔ بعدازاں ۱۹۷۹ء میں صاحبزادہ حبیب الرحمن تبلیغِ اسلام کے لئے برطانیہ کے شہر برمنگھم اور پھر بریڈ فورڈ میں گئے اور تا حال بریڈ فورڈ میں مقیم ہیں، برطانیہ میں صاحبزادہ حبیب الرحمن کے معتقدین اور مریدین کا حلقہ بہت وسیع ہے، صاحبزادہ حبیب الرحمن نے برطانیہ میں ''صفۃ الاسلام'' کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا، پھر کچھ عرصہ بعد بنیادوں پر وسیع و عریض جامع مسجد تعمیر کی، پورے یورپ اور امریکا وغیرہ میں تبلیغِ اسلام کے سلسلہ میں ان کے خطابات ہوتے رہتے ہیں، تقریباً ہر سال حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حرمین طیبین کا سفر کرتے ہیں، کئی مرتبہ علامہ سعیدی صاحب سے ملاقات کرنے کے لیے کراچی بھی آئے۔ بہت جید عالمِ دین ہیں اور نہایت متقی اور پرہیزگار ہیں، رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی تقریریں کرتے ہیں۔ پاکستان اور بیرونِ پاکستان میں ان کے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، آج کل ''صفۃ الاسلام بریڈ فورڈ'' میں صحیح البخاری اور دیگر کتبِ حدیث پڑھا رہے ہیں۔ انہوں نے دو مرتبہ علامہ سعیدی صاحب کو برطانیہ بلایا، پہلی بار ۱۹۹۰ء

میں تین ماہ علامہ سعیدی صاحب کا بریڈ فورڈ میں ان کے پاس قیام رہا اور ان کی رفاقت میں برطانیہ کے متعدد شہروں میں خطابات کے لئے جاتے رہے، اور دوسری مرتبہ ۱۹۹۳ء میں دو ماہ علامہ سعیدی صاحب کا ان کے پاس قیام رہا اور ان کی رفاقت میں برطانیہ کے متعدد شہروں میں خطابات کرتے رہے۔

(۴) علامہ غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی: یکم محرم الحرام ۱۳۷۷ھ/۱۱ اگست ۱۹۵۸ء کو ہارون آباد میں پیدا ہوئے، مروجہ تعلیم مڈل تک حاصل کی، درسِ نظامی کی تعلیم دار العلوم نعیمیہ کراچی، جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں حاصل کی۔ ۱۹۸۶ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے تدریس کا آغاز کیا اور سات سال تک وہاں پڑھایا، اور اس کے بعد جامعہ عثمانیہ فاروق آباد میں تین سال پڑھایا، پھر ۱۹۹۴ء سے تادمِ تحریر جامعہ نعیمیہ، لاہور میں درسِ نظامی کی منتہی کتب اور کتبِ حدیث پڑھا رہے ہیں۔ ان کی تصانیف میں: (۱) تراجم المحدثین ومزایا مؤلفاتهم (عربی)، (۲) متطلبات التوحيد والعقبات في طريق تطبيقها (علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی کتاب "معاشرے کے ناسور" کا عربی ترجمہ، (۳) مصطلحات الحدیث (شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مقدمہ مشکوٰۃ کا اردو ترجمہ) (۴) شہر یارِ علم (علامہ شرف صاحب رحمہ اللہ کی "المعجزہ والکرامت" کا اردو ترجمہ) (۵) فلسفہ قربانی، (۶) "سفرِ آخرت کے منازل" (یہ علامہ قرطبی کی کتاب کا اردو ترجمہ ہے) (۷) کتاب البر والصلۃ (یہ علامہ ابن الجوزی کی کتاب کا ترجمہ ہے، (۸) السباعیات، (اس کا موضوع فقہ حنفی ہے اور یہ عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔

(۵) مولانا حافظ محمد واحد بخش غوثوی: ۳۰ جون ۱۹۴۹ کو مظفر گڑھ کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ درس نظامی کے ابتدائی درجات اپنے علاقہ میں اور ڈیرہ غازی خان میں پڑھے، بعد ازاں جب استاذ العلماء حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے متعلق علم منطق اور علم فلسفہ کا شہرہ سنا تو ان علوم کے حصول کے لیے جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں داخلہ لے لیا۔ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب سے مرقات، شرح تہذیب، سلم العلوم، ملا حسن، حمد اللہ، قاضی مبارک، ہدایۃ الحکمت، میبذی، صدرا، شمس بازغہ، شرح جامی، شرح عبدالغفور، شرح عقائد، خیالی، شرح نخبۃ الفکر، بیضاوی، جلالین (نصف اول)، بخاری شریف، طحاوی شریف، صحیح مسلم شریف، ترمذی شریف، ابن ماجہ، ابوداؤد اور نسائی پڑھیں۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد علامہ سعیدی صاحب کے مشورہ سے تفسیر مدارک التنزیل کا ترجمہ کیا جو فرید بک اسٹال لاہور سے تین مجلدات میں شائع ہو چکا ہے۔

(۶) مولانا عارف حسین اشرفی ثم سعیدی (چشم، لندن): مولانا عارف حسین اشرفی علامہ سعیدی صاحب کے قدیم شاگردوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۸۰ء میں علامہ سعیدی صاحب سے قطبی، میر قطبی، ملا حسن، رسالہ قطبیہ، میر زاہد، ملا جلال، مختصر المعانی اور میبذی فنون کی کتابیں پڑھیں اور ۱۹۸۴ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورۂ حدیث پڑھا۔ دسمبر ۱۹۹۴ء میں برطانیہ روانہ ہو گئے اور جب سے تادمِ تحریر چشم لندن کی جامع مسجد میں امامت اور خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، انہوں نے دو مرتبہ علامہ سعیدی صاحب کو چشم لندن میں بلایا اور ۱۹۹۰ء میں اپنے بڑے بیٹے عرفان عارف کی علامہ سعیدی صاحب سے رسمِ بسم اللہ کرائی۔ اس وقت عرفان عارف کی عمر چھ سال تھی، اب ماشاء اللہ اس کی عمر ۲۸ سال ہے۔ انہوں نے ۲۰۱۱ء میں کیمبرج یونیورسٹی (Cambridge University) سے LLM کیا ہے اور یونیورسٹی میں ٹاپ کیا ہے، اور ۲۰۰۹ء میں لندن یونیورسٹی سے LLB میں ٹاپ کیا ہے، ۱۹۹۳ء میں جب علامہ سعیدی صاحب دوبارہ برطانیہ گئے تو مولانا عارف اشرفی نے اپنے دوسرے بیٹے محمد عمران عارف کی علامہ سعیدی صاحب سے رسمِ بسم اللہ

کرائی۔ انہوں نے کاؤنٹنگ اور اکنامک میں لندن یونیورسٹی سے فرسٹ ڈویژن میں گریجویشن کیا ہے، مولانا عارف حسین علامہ سعیدی صاحب سے بہت محبت کرتے ہیں اور اکثر و بیشتر اسکائپ کے ذریعہ علامہ صاحب سے بات کرتے رہتے ہیں، اور عید بقرعید پر سیل فون (Cell Phone) سے بھی رابطہ رکھتے ہیں۔

(۷) مولانا سید محمد اشرف (اوسلو، ناروے): یہ بھی علامہ سعیدی صاحب کے قدیم شاگردوں میں سے ہیں، یہ پہلے فن لینڈ (Finland) میں تھے، پھر ڈنمارک میں آگئے اور اس کے بعد اوسلو میں تقریباً دس سال سے مقیم ہیں۔ علامہ صاحب سے برابر سیل فون پر اور اسکائپ پر رابطہ رکھتے ہیں اور تحفے تحائف بھیجتے رہتے ہیں۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام سید عمار ہے اور دو بیٹیاں ہیں۔ علامہ سعیدی صاحب ان کے حق میں ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے متعدد بار حج بیت اللہ ادا کیا اور ہر سال دو مرتبہ عمرہ ادا کرتے ہیں۔

(۸) مولانا عبداللہ سلطانی (برمنگھم، برطانیہ): انہوں نے ۱۹۸۵ء میں حضرت علامہ سعیدی صاحب سے صحیح مسلم شریف پڑھی، پھر یہ برطانیہ چلے گئے، علامہ سعیدی صاحب جب ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۳ء میں برطانیہ گئے تو وہاں برمنگھم میں ان سے ملاقات کی، یہ بھی علامہ سعیدی صاحب کے بہت خدمت گزار ہیں۔ جب پاکستان آتے ہیں تو کراچی میں علامہ سعیدی صاحب سے ملاقات کے لیے آتے ہیں۔

(۹) مولانا حافظ اشرف چوہدری (جرمنی): یہ بھی علامہ سعیدی صاحب کے قدیم شاگردوں میں سے ہیں، جب پاکستان آتے ہیں تو علامہ صاحب سے ملاقات کے لیے کراچی آتے ہیں۔

(۱۰) مولانا منور احمد نعیمی: ۱۹۶۸ء ملیر، کراچی میں پیدا ہوئے، ان کے والد بزرگوار بانس (بریلی، بھارت) کے رہنے والے تھے۔ مروّجہ تعلیم ایم اے اسلامیات تک حاصل کی، انہوں نے ۱۹۸۹ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی، علامہ سعیدی صاحب سے بہت محبت رکھتے ہیں اور بہت خدمت گزار ہیں۔ دارالعلوم نعیمیہ کے تمام مالی معاملات ان کی نگرانی میں چلتے ہیں، مفتی اعظم پاکستان علامہ منیب الرحمن صاحب نے ان کی دیانت داری کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا: ''منور کے ہاتھوں میں دارالعلوم کے لاکھوں روپے رہتے ہیں اور کبھی ایک پیسے کا فرق نہیں آیا''۔ مفتی صاحب کی غیر موجودگی میں یہی دارالعلوم کا انتظام و انصرام کرتے ہیں۔ دارالعلوم نعیمیہ کے زیرِ انتظام جو اجتماعی قربانی ہوتی ہے اور ہر سال تقریباً ۳۰۰ گایوں کی قربانی ہوتی ہے اس کے تمام مالی معاملات مولانا منور صاحب کی ولولہ انگیز قیادت میں خوش اسلوبی سے انجام پاتے ہیں۔

(۱۱) مولانا ابوشجاع احمد علی حبیبی سعیدی: انہوں نے پہلے جامعہ نظامیہ لاہور میں مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ سے مختلف علوم و فنون پڑھے، پھر کراچی میں ۱۹۹۱ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورہ حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی اور اسی سال سے دارالعلوم نعیمیہ میں تدریس کر رہے ہیں اور صدر المدرسین کے منصب پر فائز ہیں اور ہنوز دارالعلوم نعیمیہ سے وابستہ ہیں۔

(۱۲) حافظ علی عمران صدیقی: ہندوستان کے صوبہ بہار کے شہر پٹنہ میں پیدا ہوئے، ۱۹۸۵ء میں دارالعلوم نعیمیہ میں داخلہ لیا اور حضرت علامہ سعیدی صاحب سے ۱۹۹۳ء میں متعدد کتب پڑھی ہیں۔

(۱۳) سید محمد نذیر شاہ (ایم اے اسلامیات، بی ایڈ): انہوں نے ۱۹۹۳ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورۂ حدیث کی کتب پڑھیں۔

(۱۴) مولانا محمد عبداللہ نورانی القادری: انہوں نے ۱۹۹۹ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری کا درس لیا۔ ان کو تصنیف و تالیف کا

شوق ہے، ۲۰۰۷ء میں علامہ سعیدی صاحب کی تفسیر ''تبیان القرآن'' کی تلخیص اور ترتیب کی جس کا نام علامہ سعیدی صاحب نے ''انوار تبیان القرآن'' رکھا۔ یہ کتاب فرید بک اسٹال لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔اس کے علاوہ بھی مولانا عبداللہ نورانی کی کئی کتب زیورِ طبع سے مرصع ہو چکی ہیں۔ یہ بھی علامہ سعیدی صاحب سے محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور گاہے گاہے زیارت کے لیے آتے رہتے ہیں۔

(۱۵) مولانا محمد صابر نورانی: انہوں نے ۱۹۹۹ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی۔ علامہ سعیدی صاحب سے بہت محبت کرتے ہیں، علامہ سعیدی صاحب کو شہر میں جو بھی کام ہوتا ہے اس کو بہ صد اخلاص اور محبت سرانجام دیتے ہیں۔ جب علامہ سعیدی صاحب کو کوئی کام درپیش ہوتا ہے، انہیں فون کر کے بلا لیتے ہیں۔ علامہ سعیدی صاحب نے ان سے صحیح البخاری کی تخریج کرائی تھی۔

(۱۶) مولانا سید محمد علی شاہ قادری: ۱۹۹۴ء میں دار العلوم نعیمیہ میں تعلیم کے لیے داخل ہوئے اور دیگر اساتذہ سے درس نظامی کی کتابیں پڑھیں اور ۲۰۰۰ء دورہ حدیث علامہ سعیدی صاحب سے کیا۔

(۱۷) مولانا حافظ محمد ناصر خان چشتی (تونسہ شریف): ۲۰۰۰ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی، ان کی تصانیف میں سیرت پیغمبر انقلاب، اسلامی تہذیب وتمدن، خزینہ رحمت، قربانی کے فضائل واحکام اور حیاتِ سعید ملت مشہور ہیں اور کئی بار طبع ہو چکی ہیں۔

(۱۸) مولانا حافظ عنایت اللہ نعیمی: انہوں نے ۱۹۹۷ء میں دار العلوم نعیمیہ میں داخلہ لیا اور ۲۰۰۰ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورہ حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

(۱۹) مفتی محمد اسماعیل نورانی: ان کی پیدائش ۱۹۸۳ء کراچی میں ہوئی۔ ۱۹۹۲ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ۱۹۹۵ء سے درسِ نظامی پڑھنا شروع کیا اور ۲۰۰۲ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی۔ انہوں نے علامہ سعیدی صاحب کے مشورہ سے ۲۰۰۳ء میں ''تفسیر خازن'' کا ترجمہ کیا، اس میں درج احادیث کی تخریج کی اور فقہی مذاہب میں مذہب احناف کی ترجیح ذکر کی۔ یہ کتاب فرید بک اسٹال لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ نیز یہ ۲۰۰۴ء سے افتاء نویسی کر رہے ہیں، ان کے فتاویٰ کا مجموعہ ''انوار الفتاویٰ'' کے نام سے فرید بک اسٹال لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔ اور انہوں نے شرح صحیح مسلم اور تبیان القرآن کے تعارف اور علامہ سعیدی صاحب کی سوانح پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''حقائق شرح صحیح مسلم ودقائق تبیان القرآن'' ہے، یہ کتاب بھی فرید بک اسٹال لاہور سے شائع ہو چکی ہے اور آج کل سنن نسائی کی شرح پر کام کر رہے ہیں۔ بے حد خوش آواز ہیں، شہر اور بیرون شہر ان کے متعدد خطابات ہوتے ہیں۔ ۲۰۱۱ء سے QTV میں مختلف پروگرام ٹیلی کاسٹ کرتے ہیں اور ''تفہیم المسائل'' کے نام سے ہر ہفتہ پروگرام پیش کرتے ہیں جس میں ناظرین کے فقہی سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ ان کا یہ پروگرام دنیا کے بیشتر ممالک میں دیکھا جاتا ہے اور بہت معروف، مشہور اور مقبول ہے۔ ۲۰۰۳ء سے ۲۰۱۳ء تک ''جامع مسجد الماس'' عزیز آباد کراچی میں خطابت کرتے تھے اور ۲۰۱۳ء سے تا حال ''جامع مسجد امام اعظم ابوحنیفہ'' گلشن اقبال میں خطابت کر رہے ہیں۔ ایک بار حج کی اور متعدد بار عمرہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ علامہ سعیدی صاحب سے بے حد محبت اور عقیدت رکھتے ہیں اور ہفتہ میں کم از کم ایک بار ضرور علامہ سعیدی صاحب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔

(۲۰) محمد عرفان المانی: (ایف اے، فاضل عربی، فاضل درسِ نظامی) ۲۰۰۲ء میں علامہ سعیدی صاحب سے بخاری شریف پڑھی۔ ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۹ء تک مکتبہ فیض القرآن سے وابستہ رہے۔ آج کل ''ادارہ جمعیت اشاعت اہلسنت'' کراچی میں

کمپیوٹر آپریٹر کے طور پر کام کر رہے ہیں اور فتویٰ نویسی بھی کرتے ہیں۔ ۲ سال تک علامہ صاحب کی خدمت میں مصروف رہے۔

(۲۱) مولانا حافظ ابرار احمد: ۲۰۰۳ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورۂ حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

(۲۲) مولانا قاری بہادر خان (چترال): مروّجہ تعلیم انٹرمیڈیٹ تک حاصل کی، ۱۹۹۳ء میں دارالعلوم نعیمیہ میں داخلہ لیا اور حفظ القرآن سے مکمل درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی، ۲۰۰۴ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی۔ ۲۰۰۷ء سے تا حال دارالعلوم نعیمیہ میں ''ناظم دارالاقامۃ'' کے منصب پر فائز ہیں۔ علامہ سعیدی صاحب کی نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔

(۲۳) مولانا آثار اللہ: ۲۰۰۵ء میں علامہ سعیدی صاحب سے کتبِ حدیث پڑھیں۔

(۲۴) مولانا حافظ وقاری مفتی حکیم سید محمد سفیان علی شاہ چشتی قادری: (سجادہ نشین بارگاہِ واحدیہ، سخی حسن کراچی)۔ (ایم اے انٹرنیشنل ریلیشن (بین الاقوامی تعلقات)، ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی، فاضل عربی، ایم فل)۔ ۲۰۰۹ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی اور فراغت کے بعد ۲۰۱۲ء تک دارالعلوم نعیمیہ میں صحیح مسلم شریف پڑھاتے رہے ہیں۔ ۲۰۱۳ء سے ۲۰۱۴ء تک فیڈرل گورنمنٹ کالج جہلم کینٹ میں لیکچرار رہے اور اب فیڈرل گورنمنٹ بوائز کالج کراچی کینٹ میں لیکچرار ہیں۔ سندھ اور پنجاب میں خطابات کرتے رہتے ہیں۔ بہت ذکی اور ذہین ہیں۔

(۲۵) مولانا حافظ محمد اویس نقشبندی: درسِ نظامی کی ابتدائی کتابوں سے علامہ صاحب کی خدمت میں رہے ہیں۔ علامہ سعیدی صاحب سے بہت مانوس تھے، ۲۰۰۹ء میں انہوں نے علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی۔ ۲۰۰۶ء سے ''مسجدِ ناخدا کچھی میمن سوسائٹی بہادر آباد'' میں خطیب ہیں، QTV اور میٹرو ٹی وی پر گاہے گاہے آتے رہتے ہیں۔ علامہ صاحب سے بہت محبت رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ تا حال وابستہ ہیں۔

(۲۶) حافظ محمد جمشید ہاشمی (مظفر گڑھ، پنجاب): مڈل تک اسکول کی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی اور اپنے علاقہ میں ہی قرآن مجید حفظ کیا۔ The Front Liners School کراچی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۲۰۰۲ء میں دارالعلوم نعیمیہ میں داخلہ لیا اور ۲۰۰۹ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔ ۲۰۱۱ء میں تخصص فی الفقہ والافتاء مکمل کیا۔

(۲۷) مولانا حافظ محمد عبداللہ بن محمد ولی اللہ: انہوں نے ۲۰۱۰ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورہ حدیث کی کتب پڑھیں۔ آج کل وہ سنن ترمذی کی شرح لکھ رہے ہیں اور اس کی دو جلدوں کا مسودہ تیار کر چکے ہیں۔

(۲۸) مولانا حافظ شفیق الرحمن القادری (ضلع صوابی، خیبر پختونخواہ): ۲۰۱۴ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورۂ حدیث کی کتب پڑھیں اور علامہ سعیدی صاحب کی بہت اخلاص سے خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔

(۲۹) مولانا حافظ عبدالمجید چانڈیو: ۲۰۱۴ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورہ حدیث شریف کی کتب پڑھیں اور علامہ سعیدی صاحب کے بہت مخلص اور سعادت مند شاگرد ہیں۔

(۳۰) حافظ محمد عثمان شاہ (مانسہرہ، خیبر پختونخواہ): ۲۰۱۴ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورۂ حدیث شریف پڑھ رہے ہیں۔

(۳۱) محمد منور علی شیخ (سکندر پور، انڈیا): ۲۰۱۴ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری شریف پڑھ رہے ہیں۔

(۳۲) محمد فرید انور (خیر پور، سندھ): ۲۰۱۴ء میں علامہ سعیدی صاحب سے دورۂ حدیث شریف پڑھ رہے ہیں۔

(۳۰) مولانا نذیر احمد چانڈیو: ۲۰۱۴ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی۔

حضرت علامہ سعیدی صاحب ۱۹۶۶ء سے تادمِ تحریر دورہ حدیث شریف کی کتابیں پڑھا رہے ہیں، ان کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے تاہم چند اہم اور مشہور تلامذہ کے اسماء تحریر کئے گئے ہیں۔

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کی تصانیف

(۱) توضیح البیان لخزائن العرفان: مشہور دیوبندی عالم محمد سرفراز خان صفدر گھکڑوی نے صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی تفسیر خزائن العرفان پر تیرہ اعتراضات کئے، علامہ سعیدی صاحب نے ہر اعتراض کے جواب میں ایک مفصل باب لکھا یہ کتاب پاکستان اور ہندوستان سے متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ اس کے شائع ہونے کے چودہ سال بعد شیخ سرفراز گھکڑوی نے اس کے ایک باب کا جواب ''اتمام البرہان'' کے نام سے لکھا۔ علامہ سعیدی صاحب نے مقامِ ولایت ونبوت کے نام سے علی الفور اس کا جواب لکھ دیا جو متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ شیخ گھکڑوی نے اس کے بعد توضیح البیان کے تین، چار ابواب کا جواب ''اتمام البرہان'' کے بقیہ حصوں کے نام سے لکھا لیکن علامہ سعیدی صاحب اس وقت شرح صحیح مسلم کی تصنیف میں شروع ہو چکے تھے لہٰذا انہوں نے ''اتمام البرہان'' کے بقیہ حصوں کے جوابات کی طرف توجہ نہیں کی۔

(۲) ذکر بالجہر: بلند آواز سے ذکر کرنے کے جواز اور استحسان کے متعلق علامہ سعیدی صاحب نے ذکر بالجہر لکھی، شیخ گھکڑوی نے اس کے جواب میں ''اخفاء الذکر'' لکھی، علامہ سعیدی صاحب نے اس کے جواب میں ''ذکر بالجہر'' کا دوسرا حصہ لکھا یہ دونوں حصے متعدد بار شائع ہو چکے ہیں۔

(۳) تذکرۃ المحدثین: اس کتاب میں ائمہ اربعہ اور صحاحِ ستہ کے مؤلفین کا مفصل تذکرہ ہے اور یہ کتاب پاکستان اور ہندوستان میں متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے اور اب ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' سے شائع ہو رہی ہے۔

(۴) تاریخ نجد وحجاز: مکہ اور مدینہ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے تسلط کی مفصل تاریخ ہے، بعض وجوہ سے علامہ سعیدی صاحب نے یہ کتاب مفتی محمد عبدالقیوم قادری کے نام سے شائع کرادی تھی۔ مولانا محمد اشرف سیالوی لکھتے ہیں: ''مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لیے'' تاریخ نجد وحجاز'' مؤلفہ'' علامہ غلام رسول سعیدی صاحب'' کا مطالعہ فرمائیں۔ (گلشنِ توحید ورسالت: ص ۳۹)

یہ کتاب پاکستان اور ہندوستان سے متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔

(۵) مقالاتِ سعیدی: اس کتاب میں علامہ سعیدی صاحب کے متعدد مضامین ہیں، پہلے یہ کتاب فرید بک اسٹال لاہور نے شائع کی تھی اور اب ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' کراچی سے شائع ہو رہی ہے۔

(۶) شرح صحیح مسلم: ۱۹۸۶ء میں علامہ سعیدی صاحب نے اس کی تصنیف کا آغاز کیا اور ۱۹۹۴ء میں اس کو مکمل کیا۔ اس کی سات ضخیم مجلدات ہیں اور مجموعی طور پر یہ کتاب آٹھ ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اب تک اس کتاب کے انیس (۱۹) سے زائد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(۷) تفسیر تبیان القرآن: ۱۹۹۴ء میں علامہ صاحب نے اس تفسیر کو لکھنے کا آغاز کیا اور ۲۰۰۶ء میں بارہ ضخیم مجلدات میں اس کو مکمل کیا یہ تفسیر بھی تقریباً بارہ ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اب تک اس کے تیرہ (۱۳) ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(۸) نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری: اس کی پہلی سات جلدیں ''نعمۃ الباری'' کے نام سے فرید بک اسٹال لاہور نے شائع کیں

اور بعد کی نو (۹) مجلدات ضیاء القرآن پبلی کیشنز نے ''نِعَمُ الباری'' کے نام سے شائع کی ہیں۔اس کتاب کے پانچ سے زیادہ ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔اس کی تصنیف کی ابتداء ۲۰۰۶ء میں ہوئی تھی اور اس کی تکمیل ۲۰۱۴ء میں ہوئی ہے۔''نِعَمُ الباری'' کے بھی پانچ سے زیادہ ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

(۹) تفسیر تبیان الفرقان: تبیان القرآن کے بعد تفسیر تبیان الفرقان لکھنے کا سبب یہ ہے کہ تفسیر تبیان القرآن میں علامہ سعیدی صاحب نے امام رازی کی تفسیر کبیر سے استفادہ کیا اور ''تبیان الفرقان'' میں امام ابومنصور ماتریدی کی تفسیر تاویلاتِ اہل السنۃ اور دیگر مفسرین احناف سے استفادہ کیا ہے۔نیز تفسیر تبیان الفرقان میں علامہ سعیدی صاحب نے بعض آزاد منش لکھاریوں پر تعاقب کیا ہے مثلاً سرسید احمد خان، غلام احمد پرویز، امین احسن اصلاحی، جاوید احمد غامدی، ابوالاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر محمد شکیل اوج وغیرہ۔اور اسلام کے مسلّم نظریات کے خلاف جو اِن لوگوں کے افکار ہیں ان کا دلائل کے ساتھ مفصل رد کیا ہے۔علاوہ ازیں تفسیر تبیان الفرقان میں احادیث اور آثار کے حوالہ جات تبیان القرآن سے بہت زیادہ پیش کئے ہیں۔تفسیر تبیان الفرقان میں قرآنِ مجید کا ترجمہ تبیان القرآن میں کئے ہوئے ترجمہ سے بالکل مختلف اور بہت سہل اور سلیس ہے۔ان شاء اللہ یہ تفسیر سات مجلدات میں مکمل ہوگی اور اس کی پہلی جلد اب قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔

علامہ سعیدی صاحب کے متعلق معاصرین کے تاثرات

(۱) استاذ العلماء مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ مہریہ منیر الاسلام) لکھتے ہیں:

علامہ سعیدی نے اس عظیم شرح میں صرف اپنے زورِ بیان اور منفرد اسلوبِ نگارش کا لوہا ہی نہیں منوایا بلکہ تحقیق وتدقیق کے جواہرِ نفیسہ کے خزائن کی بے دریغ سخاوت کی ہے اور کتاب کے ہر صفحہ کو طالبانِ تحقیق کے لیے خوانِ یغما بنادیا ہے اور تشنگانِ حقائق ومعارف کے لیے اس کے ہر باب کو چشمۂ آبِ حیواں بنادیا ہے، آپ نے اس لاثانی شرح کے ذریعہ جہاں علماءِ اہلسنت کی لاج رکھ لی ہے وہاں عوامِ اہلسنت پر بالخصوص اور عالمِ اسلام پر بالعموم احسانِ عظیم فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ بطفیل مقربانِ بارگاہ ناز ان کی اس سعی جمیل کو قبولِ عام بخشے اور سرچشمۂ فیضِ عام بنائے۔

(۲) علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمہ۔(شارح صحیح بخاری وشیخ الحدیث دار العلوم حزب الاحناف، لاہور) لکھتے ہیں:

شرح صحیح مسلم محقق عصر حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی زید مجدہ کی عظیم وجلیل القدر تالیف ہے، جہاں تک میرے علم ونظر کا تعلق ہے ابھی تک صحیح مسلم کی اردو میں ایسی جامع شرح میری نظر سے نہیں گزری۔

(۳) مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی منیب الرحمن مدظلہ العالی (مہتمم دار العلوم نعیمیہ کراچی) لکھتے ہیں:

میں دورانِ تصنیف مصنف سے انتہائی فکری قرب کی بناء پر شرح صدر کے ساتھ ببانگ دہل یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اس کتاب کی تصنیف اور ترتیب وتسوید کے دوران مصنف کا اندازِ فکر سو فیصد معروضی رہا ہے۔بہت سے مسائل پر عمیق مطالعے کے باوجود حتمی رائے قائم کرنے سے قبل انہوں نے معاصر اہل علم سے علمی تبادلۂ خیال اور مذاکرے کا طریقۂ کار بھی اختیار کیا ہے، کئی مسائل ایسے بھی ہیں جن میں حق پر آگہی کے بعد انہوں نے اپنی سابقہ رائے کو تبدیل کیا ہے اور درحقیقت ہر دور میں علماءِ حق کا شعار بھی یہی رہا ہے کہ نفسانیت اور انانیت کو قبولِ حق کی راہ میں انہوں نے کبھی حائل نہیں ہونے دیا۔

(۴) حضرت علامہ شمس الہدیٰ صاحب رضوی مصباحی (استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور) لکھتے ہیں:

صحیح مسلم کی متعدد شروحات منصۂ شہود پر آئیں جن میں علامہ نووی کی شرح اپنی مثال آپ ہے، اس پائے کی کوئی شرح نہیں ہے لیکن شافعی ہونے کے ناطے جابجا علامہ نووی نے مسلک شافعی کی ترجیح وتقویت پر کافی زورِ قلم صرف فرمایا ہے، تاہم علامہ نووی کی شرح کو سامنے رکھ کر صحیح مسلم کی حنفی شرح کی شدید ضرورت تھی جسے محدث سعیدی حنفی نے نہ صرف شدت سے محسوس فرمایا بلکہ اس کی مبسوط شرح سے اس شدید ضرورت کی تکمیل وتتمیم میں سعی بلیغ بھی فرمائی جس میں جگہ جگہ مذہب حنفی کی ترجیح وتائید اور توثیق وتنقیح میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، تحقیقی اور الزامی دلائل وبراہین کا انبار لگا کر رکھ دیا ہے جس سے تمام مذاہب پر مذہب حنفی کی قوت وبرتری کا رخ ایسا واشگاف ہو جاتا ہے کہ مطالعہ کرنے والا فرط فرحت وانبساط سے جھوم اٹھتا ہے اور وہابیہ دیوبندیہ

دعوتی وتبلیغی سرگرمیاں

علامہ سعیدی صاحب عظیم مدرس ومصنف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامیاب مقرر بھی ہیں۔ آپ نے اندرونِ ملک اسلام کی تبلیغ واشاعت کے ساتھ ساتھ بیرون ملک بھی دعوتی وتبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا۔ ۱۹۹۰ء میں آپ نے لندن، مانچسٹر، بریڈفورڈ، برمنگھم اور برسٹل میں دینی اجتماعات سے خطاب کیا۔ ۱۹۹۲ء میں آپ نے ۲ ماہ برطانیہ میں قیام کیا اور مختلف مقامات پر لیکچرز دیئے اور دعوتی وتبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا۔

معرکۃ الآراء مناظرے

علامہ سعیدی صاحب نہ صرف صاحب قلم مصنف ہیں بلکہ آپ ایک بے مثال مقرر اور مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی حاضر جواب مناظر بھی ہیں، آپ کے کئی مناظرے شائع ہو چکے ہیں جن کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

''۱۹۶۹ء میں بی بی پاک دامن لاہور کی ایک مسجد میں علامہ سعیدی صاحب نے حافظ عبدالقادر روپڑی سے محفلِ میلاد کے جواز پر مناظرہ کیا اور بھری محفل میں حافظ مذکور کو لاجواب کر دیا اور انہوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ اگر تعیین شرعی نہ ہو تو بارہ ربیع الاول کو اس سے پہلے اور اس کے بعد کے ایام میں رسول اللہ ﷺ کے فضائل اور آپ کی سیرت طیبہ کو بیان کرنا جائز ہے جس کو عرف میں میلاد النبی ﷺ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حافظ عبدالقادر روپڑی نے کہا کہ ''میلاد النبی'' کا لفظ غیر شرعی ہے، علامہ سعیدی صاحب نے برجستہ کہا کہ امام ترمذی نے سنن ترمذی میں یہ باب قائم کیا ہے: ''**باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ عن المطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمۃ عن ابیہ عن جدہ قال: ولدت انا ورسول اللہ ﷺ عام الفیل، قال: وسال عثمان بن عفان قباث بن اشیم اخابنی یعمر بن لیث۔ انت اکبر ام رسول اللہ ﷺ قال: رسول اللہ ﷺ اکبر منی وانا اقدم منہ فی المیلاد**'' (عبداللہ بن قیس بن مخرمہ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ہاتھیوں کے سال پیدا ہوئے، اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت قباث بن اشیم سے پوچھا: آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہیں اور میں میلاد میں آپ سے مقدم ہوں)۔ (سنن ترمذی: ۳۶۳۹، دارالفکر بیروت، ۱۴۲۶ھ)

۱۹۷۲ء میں حافظ عبدالقادر روپڑی سے مغل پورہ لاہور کی ایک مسجد میں علم غیب پر مناظرہ ہوا۔ علامہ سعیدی صاحب نے نواب صدیق حسن خان بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ کی تفسیر فتح البیان سے رسول اللہ ﷺ کے علم غیب پر عبارات پیش کیں، اس

پر حافظ عبدالقادر روپڑی نے کہا کہ اگر تم نواب صدیق حسن خان بھوپالی کی تفسیر فتح البیان سے نبی ﷺ کا علم ماکان و ما یکون ثابت کر دو تو ہم مان لیں گے، اس پر علامہ سعیدی صاحب نے فی البدیہہ فتح البیان سے یہ عبارت پیش کی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ...... (الرحمن: ۱۔۴)'' اس آیت کی تفسیر میں فتح البیان کی عبارت ہے: ''وقیل: اراد بالانسان محمد ﷺ، علمه بیان مایکون و ما کان لانه ﷺ ینبئی عن خیر الاولین والآخرین، وعن یوم الدین'' (ایک قول یہ ہے کہ ''خلق الانسان'' سے مراد محمد ﷺ ہیں اور ''علمہ البیان'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ماکان و ما یکون کا علم عطاء فرمادیا، کیونکہ نبی ﷺ اولین اور آخرین کی اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے تھے)۔

(فتح البیان ج ۶ ص ۴۹۴، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۰ھ)

جب علامہ سعیدی صاحب نے فتح البیان سے یہ عبارت پیش کی تو حافظ عبدالقادر روپڑی بدحواس ہو گیا اور کہا: ہم مناظرہ نہیں کرتے۔

(مجلہ معارف اسلامیہ ص ۱۸۵۔۱۸۶)

اسلامی نظریاتی کونسل کی رکنیت

علامہ سعیدی صاحب ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۲ء تک مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان کے رکن رہے ہیں۔ فروری ۱۹۹۷ء میں آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۹۹ء تک رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ اس عرصہ میں علامہ سعیدی صاحب نے قابل تحسین خدمات انجام دیں۔ اس عرصہ کے دوران کونسل کی طرف سے خواتین کمیشن کی رپورٹ پر شرعی انتقاد تیار کرنے کی ذمہ داری سید افضل حیدر، مفتی محمد رفیع عثمانی اور علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے سپرد کی گئی۔ اسی طرح بیمہ کی اسلامی تشکیل کے سلسلہ میں کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی کی طرف سے موصولہ استفسار کا جواب تیار کرنے کے لئے کونسل نے جو کمیٹی تشکیل دی، علامہ سعیدی صاحب نے اس کے ایک رکن کی حیثیت سے کام کرنے کی ذمہ داری رضا کارانہ طور پر قبول فرمائی۔

اتوار کی چھٹی کے مقابلہ میں جمعہ کی چھٹی بحال کرنے پر علامہ سعیدی صاحب کے اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں دلائل

کونسل کا ۱۳۳واں اجلاس ۲۱ تا ۲۲ جون ۱۹۹۸ء کو ڈاکٹر ایس ایم زمان صاحب (چیئرمین) کی زیر صدارت کونسل ہال میں منعقد ہوا، وفاقی وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق صاحب نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ چیئرمین کے استقبالیہ کلمات کے بعد چند اراکین کونسل نے خطاب کیا، جن میں علامہ سعیدی صاحب بھی شامل تھے، آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

جمعہ کی چھٹی کے خلاف اتوار کی چھٹی منعقد کرنے کے حق میں یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام میں چھٹی کی گنجائش نہیں ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ''يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (الجمعہ: ۹)'' (اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن (جمعہ کی) نماز کے لئے اذان دی جائے تو فوراً اللہ کے ذکر کی طرف تیاری کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے اگر تم جانتے ہو)۔

اس آیت میں جمعہ کی نماز کے وقت کاروبار ترک کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اس آیت سے جمعہ کی چھٹی پر استدلال کرنا

جائز ہے اس کے بعد دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے: ''فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (الجمعہ:۱۰)'' (پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم کامیابی حاصل کرو)۔

اس آیت میں چونکہ نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل کو طلب کرنے کا حکم دیا ہے اور گویا نمازِ جمعہ کے بعد کاروبار کرنے کی اجازت دی ہے، تو جو لوگ پاکستان میں اتوار کے دن چھٹی کرنے کے حامی ہیں، وہ اس آیت سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ اللہ کے فضل کا معنی ہے: کاروبار کرنا اور تجارت کرنا، لہٰذا اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جمعہ کے دن چھٹی نہ کی جائے بلکہ اتوار کے دن چھٹی کی جائے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے، اس لیے جمعہ کے دن چھٹی کرنا ممنوع ہے اور کاروبار کرنا واجب ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ہم بتا چکے ہیں کہ اس سے پہلی آیت میں نماز کے وقت کاروبار کرنے سے منع فرمایا تھا اور اس آیت میں نماز کے بعد کاروبار کرنے کا حکم دیا ہے، اور ممانعت کے بعد جو امر ہو وہ اباحت کے لیے آتا ہے، پس اس دن کاروبار کرنا مباح ہے واجب نہیں ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ کے فضل کو طلب کرنے کا لازمی معنی کاروبار کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا یہ معنی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے رزق اور علم کے حصول کی دعا کی جائے۔ نیز اس آیت سے زیادہ سے زیادہ یہ لازم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن کاروبار کرنا مباح ہے، اس آیت سے یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ اتوار کے دن چھٹی کی جائے۔

اتوار کی چھٹی کے حامیوں کی دوسری دلیل یہ ہے کہ یورپی ممالک میں اتوار کی چھٹی ہوتی ہے اور ان ممالک سے تجارت کے لیے ضروری ہے کہ ہم بھی اسی دن چھٹی کریں، اگر ہم جمعہ کے دن چھٹی کریں تو دو دن ہمارا کاروبار متاثر ہوگا، اتوار کو ان کی چھٹی کی وجہ سے اور جمعہ کو ہماری چھٹی کی وجہ سے، اس کا جواب یہ ہے کہ ان ممالک کے ساتھ جغرافیائی فرق کی وجہ سے ویسے بھی ہمارے اور ان کے اوقات میں یکسانیت نہیں ہے۔ مثلاً امریکا کا وقت ہم سے تقریباً بارہ گھنٹے پیچھے ہے، آسٹریلیا کا وقت ہم سے تقریباً دس بارہ گھنٹے پہلے ہے اور برطانیہ کا وقت ہم سے پانچ گھنٹے پیچھے ہے۔ اسی طرح مشرق بعید کے ممالک کا وقت بھی ہم سے کافی مختلف ہے، اس لیے اتوار کی چھٹی کرنے پر ان ممالک کی یکسانیت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

جمعہ کی چھٹی کرنے کے دلائل

اسلام میں چھٹی کرنے کا کوئی حکم نہیں ہے، لیکن جب ہفتہ میں ایک دن چھٹی کرنی ہی ہے تو اس دن چھٹی کرنی چاہیے جو اسلام میں مقدس دن ہے۔ عیسائی اور یہودی اپنے اپنے مقدس دنوں میں اتوار اور ہفتہ کی چھٹی کرتے ہیں، سو ہمیں اپنے مقدس دن میں چھٹی کرنی چاہیے اور وہ جمعہ کا دن ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ باقی تمام مسلمان ملکوں میں جمعہ کے دن چھٹی ہوتی ہے تو ہمیں بھی باقی مسلمان ملکوں سے موافقت کرتے ہوئے جمعہ کے دن چھٹی کرنی چاہیے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ اتوار کو چھٹی کرنے سے عیسائیوں کی موافقت ہوگی جب کہ ہمیں عیسائیوں کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ درج ذیل احادیثِ صحیحہ سے ظاہر ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: یہود اور نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے، سو تم ان کی مخالفت کرو۔

(صحیح البخاری: ۵۸۹۹، سنن ابوداؤد: ۴۲۰۳، سنن نسائی: ۵۲۷۲، سنن ابن ماجہ: ۳۶۲۱، مسند احمد: ۷۲۷۳)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور انصار کے بوڑھوں کے پاس آئے، ان کی ڈاڑھیاں سفید تھیں، آپ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! اپنی ڈاڑھیوں کو سرخ اور زرد رنگ میں رنگو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ انہوں نے کہا: ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اہلِ کتاب شلوار پہنتے ہیں اور تہبند نہیں باندھتے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم شلوار پہنو اور تہبند باندھو اور اہلِ کتاب کی مخالفت کرو۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اہل کتاب موزے پہنتے ہیں اور اس پر چمڑے کی جوتی نہیں پہنتے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم موزے پہنو اور اس پر چمڑے کی جوتی پہنو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اہل کتاب ڈاڑھیاں کاٹتے ہیں اور مونچھیں چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم مونچھیں تراشو اور ڈاڑھیاں چھوڑ دو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

(مسند احمد ج ۵ ص ۲۶۴۔ ۲۶۵ طبع قدیم، مسند احمد: ۲۲۶۳۹ طبع جدید، عالم الکتب، بیروت، حافظ زین نے کہا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ مسند احمد رقم الحدیث: ۲۲۱۸۴، دارالحدیث قاہرہ، حافظ الہیثمی نے کہا: امام احمد کی سند صحیح ہے۔ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۳۔ ۱۶۰، المعجم الکبیر ج ۸ ص ۲۸۲، رقم الحدیث: ۷۹۲۴)

خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ کی چھٹی کرنے میں مسلمان ملکوں کی موافقت ہے اور اتوار کو چھٹی کرنے میں عیسائیوں کی موافقت ہے، اب ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہم کس کی موافقت کریں اور ہمارا مقدس دن (Holy Day) جمعہ ہے یا اتوار؟۔

اخیر میں علامہ سعیدی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا:

ذوالفقار علی بھٹو صاحب بظاہر ایک دنیادار آدمی تھے لیکن انہوں نے جمعہ کی چھٹی کروائی۔ محترم نواز شریف صاحب تو ان سے زیادہ اسلامی ہیں لہٰذا ان سے ہمیں زیادہ خیر کی توقع ہے۔

(اسلامی نظریاتی کونسل کی قراردادیں۔ سالانہ رپورٹ ۹۸۔۱۹۹۷ء، ص ۶۴۔ ۶۵، اسلام آباد)

جسٹس کے عہدہ کی پیشکش

۱۹۹۰ء میں وفاقی شرعی عدالت لاہور میں سود سے متعلق ایک رٹ کی سماعت کے دوران یہ مسئلہ درپیش تھا کہ اگر قرض پر سود نہ لیا جائے اور قرض خواہ کو چند سال بعد اس کی صرف اصل رقم واپس ملے تو افراط زر کی وجہ سے چند سال بعد وہ رقم چوتھائی مالیت کی یا اس سے بھی کم رہ جائے گی، اسلام میں اس کا کیا حل ہے؟ ایک وکیل نے مقالاتِ سعیدی سے اس کا حل پیش کیا۔ اس پر جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن، علامہ سعیدی صاحب سے اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ کو وفاقی شرعی عدالت میں جسٹس کے عہدہ کی پیش کش کی جس کو آپ نے اس لیے مسترد کر دیا کہ عدالت کی ذمہ داریاں قبول کرنے کے بعد آپ کے درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کا کام بہت متاثر ہوگا۔

علامہ سعیدی صاحب کے خدام

(۱) مولانا محمد اعظم: انہوں نے علامہ سعیدی صاحب ۲۰۰۱ء میں دورہ حدیث شریف پڑھا اور یہ ۱۹۹۸ء سے علامہ صاحب کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ آج کل بالاکوٹ میں خطابت کر رہے ہیں۔

(۲) حافظ تاج منیر: ۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۳ء تک علامہ سعیدی صاحب کی خدمت میں رہے۔

(۲) مولانا حافظ محمد اکرام اللہ: ۱۹۹۷ء میں انہوں نے علامہ سعیدی صاحب سے دورۂ حدیث شریف پڑھا ہے، اب تک مسلسل علامہ سعیدی صاحب کی خدمت کر رہے ہیں۔

(۳) مولانا محمد زاہد اللہ: ۱۹۹۶ء میں انہوں نے علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی، اب تک مسلسل علامہ سعیدی صاحب کی خدمت کر رہے ہیں۔

(۴) حافظ محمد جشید ہاشمی: ۲۰۰۹ء میں انہوں نے علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی، ۲۰۰۳ء سے اب تک مسلسل علامہ سعیدی صاحب کی خدمت کر رہے ہیں۔ نعم الباری کی جلد نمبر ۱۰ سے ۱۶ تک کمپوز کی ہے اور اب علامہ صاحب کی تفسیر ''تبیان الفرقان'' کو کمپوز کر رہے ہیں۔

(۵) مولانا حافظ مختار احمد: ۲۰۱۰ء سے لے کر ۲۰۱۳ء تک علامہ صاحب کی خدمت کرتے رہے اور پابندی سے ہر روز صبح علامہ سعیدی صاحب کی شوگر ٹیسٹ کرتے تھے۔

(۶) مولانا حافظ وقار الحسن: ۲۰۱۰ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری شریف پڑھی۔ اور علامہ سعیدی صاحب نعمۃ الباری کی جلد ۷ سے ۹ تک املاء کراتے تھے اور یہ اپنے قلم سے علامہ سعیدی صاحب سے سن کر لکھتے تھے۔

(۷) مولانا حافظ شفیق الرحمن القادری: یہ قدیم شاگرد ہیں، انہوں نے ۲۰۱۴ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری شریف پڑھی اور ۲۰۱۴ء سے مستقل علامہ صاحب کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔

(۸) مولانا حافظ عبد المجید چانڈیو: بے حد مخلص، محب اور خدمت گزار ہیں۔ ۲۰۱۴ء میں علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی، اور تا حال علامہ صاحب کی خدمت میں مصروف ہیں۔

(۹) مولانا حافظ نذیر احمد چانڈیو: علامہ صاحب کے قدیم خدمت گزار ہیں۔ ۲۰۱۴ء میں انہوں نے علامہ سعیدی صاحب سے صحیح البخاری پڑھی، ۲۰۱۴ء سے خصوصیت کے ساتھ علامہ صاحب خدمت میں مصروف ہیں۔

(۱۰) مولانا حافظ محمد عاطف: (رسول پور، اُچ شریف پنجاب)۔ علامہ سعیدی صاحب سے بہت محبت رکھتے ہیں اور بے حد خدمت گزار ہیں۔

(۱۱) حافظ امام الحق (دشت، کوئٹہ بلوچستان): علامہ سعیدی صاحب سے بہت محبت کرتے ہیں اور اخلاص کے ساتھ ان کی خدمت کرتے ہیں۔

(۱۲) حافظ علی گل: (تھرپارکر، سندھ)، علامہ سعیدی صاحب سے بہت محبت کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔

علامہ سعیدی صاحب کے لئے حکومت پاکستان کی طرف سے ''تمغۂ امتیاز'' کا اعلان

۱۴ اگست ۲۰۱۴ء کو حکومت پاکستان کی طرف سے حضرت علامہ سعیدی صاحب کی دینی اور علمی خدمات کے اعتراف میں ''تمغۂ امتیاز'' دیے جانے کا اعلان کیا گیا، اس سلسلہ میں علامہ سعیدی صاحب کو جو صدر پاکستان کی طرف سے مکتوب موصول ہوا، اس کا عکس درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکومت پاکستان

کابینہ ڈویژن

سیکرٹری کابینہ

حوالہ نمبر: [illegible]

اسلام آباد، مورخہ ۲۷ نومبر ۲۰۱۴ء

محترم علامہ غلام رسول سعیدی،

السلام علیکم:

میں آپ کو مسرت کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں کہ صدر پاکستان نے ۱۴۔ اگست ۲۰۱۴ء کو یوم آزادی کے موقع پر آپ کو ''تمغۂ امتیاز'' کا قومی اعزاز عطا کیا ہے۔ یہ اعزاز پاکستان کے خصوصی گزٹ میں شائع ہو چکا ہے۔

۲۔ اب آپ اپنے نام کے ساتھ ''تمغۂ امتیاز'' یا اس کا مخفف ٹی۔ آئی (T.I) لکھ سکتے ہیں۔

۳۔ پروگرام کے مطابق ۲۳۔ مارچ ۲۰۱۵ء کو ''یوم پاکستان'' کے موقع پر منعقد ہونے والی تقسیم اعزازات کی تقریب میں گورنر سندھ آپ کو ''تمغۂ امتیاز'' سے سرفراز کریں گے۔ تقریب اور ریہرسل کا تفصیلی پروگرام آپ کو انشاء اللہ مناسب وقت پر متعلقہ صوبائی حکومت کی طرف سے ارسال کر دیا جائے گا۔

مخلص

(بابر یعقوب فتح محمد)

جناب علامہ غلام رسول سعیدی،

دارالعلوم نعیمیہ، بلاک 15،

فیڈرل بی ایریا،

کراچی۔

عزم و ہمت

علامہ صاحب میں بے پناہ قوت ارادی موجود ہے، آپ عزم و ہمت کے پیکر ہیں، آپ کی عمر اس وقت ۷۹ سال ہے اور عرصہ دراز سے شوگر، بلڈ پریشر، کمر کے درد کے مریض ہیں اور اب تین سال سے دونوں گھٹنوں کی ہڈیوں میں فصل (Gap) ہو چکا ہے جس کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہیں اور رکوع اور سجود سے نماز نہیں پڑھ سکتے، کرسی پر بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھتے ہیں۔ بیماری، بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود آپ کا حوصلہ انتہائی بلند ہے۔ آپ عصاء کے سہارے کلاس تک جاتے ہیں، پڑھانے میں کبھی ناغہ نہیں کرتے اور ساتھ تصنیف و تالیف کا کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شخصیات کو پیدا فرمایا ہے جنہوں نے اسلام کو زندہ رکھا اور امتِ مسلمہ کی رہنمائی خلوص دل سے کی۔ علامہ سعیدی صاحب کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ آپ ۱۹۶۶ء سے درس

وتدریس سے وابستہ ہیں اور رات دن رشد وہدایت درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے کام میں مصروف رہتے ہیں۔آپ کی شخصیت بہت سے اوصاف وکمالات کا مجموعہ ہے۔آپ بیدار مغز اور بلند ذہنیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی عجز اور انکسار سے کام لیتے ہیں۔آپ نے اپنی زندگی میں انتہائی سخت اور برے حالات دیکھے،آپ نے ان حالات کا صبر وتحمل سے مقابلہ کیا اور اپنے مقصد کو فوت نہیں ہونے دیا۔آج آپ کے پاس ہر سہولت موجود ہے،اگر آپ چاہیں تو آرام اور سکون سے اپنا بڑھاپا گزار سکتے ہیں لیکن نہیں!اس بیماری اور بڑھاپے کے باوجود اپنے مقصد کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف ہیں۔آپ کی ساری زندگی آج کے نوجوانوں کے لئے دعوتِ فکر ہے۔

مذکورہ مقالہ کے مرتبین: (پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس (پی ایچ ڈی،ڈین فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ، چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ وعربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد)،شگفتہ جبیں (ایم فل،فیصل آباد)،اختر حسین (ایم فل،فیصل آباد)، پروفیسر ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ (پی ایچ ڈی،کراچی)،ودیگر)